

القصيدة في مدح حضرة الغوث الرفاعي
قدس الله سره العزيز

طابت بحضرة ذكرك الوثبات
وظلال بابك يارفاعو العدا
ولك اليد البيضاء التي كشفت لنا
واخذت من لب الشريعة منجها
ارضيت فيه الله جل جلاله
ومضيت مقتفيا لاثر محمد
فظورت منه بنظرة جذابة
وسرى بتبعيك نافذ سرها
فورا اراد الحق ان تحبى به
اوضحت يا شيخ الوجود طريقة
ونشرت فيها راية علوية
وجعلت متن الانكسار مطية
وسبقت كل العارفين بهمة
واكلت مائدة القبول بخشعة
يا صاحب العليين يا غوث الوري
هذا لجزء الصابرين كما اقول
انقذت فنج الاتباع لاحمد
ولنا الادلة في ثناك لجاعل
ولاننا بمنحة لجدك محضنة
ثبتت مناقبك الرجاء قوا ترا
خبر بها اهل الجود لانها
ذلت لسطوتك الاسود ومارأت
وبضت على عتاب عزك ذلة
والناو تحمد والسلاح معطل
الله اكبر انها الخصائص
شكر المولانا الذي اهدى الى
والي طريقك التي هي باب

نقر

وبها الحزبك صولة وثبات
سوح به تنزل البركات
ستزال يد تسكب العبرات
قصرت لعرك بعده الخطوات
ونصرت ما جاءت به الايات
طوعا لك المحركات والسكنات
خرقت بها لك في الملا العادات
تركته في ايامها الاموات
وعمال من فتكت به الظلمات
سدت بغير سلوكها الطرقات
خضعت لرفعة قدرها الهامات
خرمت بخلق ماله به هنات
فتحت لواف عزمها الحضرات
ولكم اجاعت ذيرك الشطحات
طب ان رسد عنه الرحامات
والقوم يا ابن المصطفى درجات
في المشربين وما عراك شتات
سمحاء والاحوال والكلمات
وضاحة ماشا بها الشبهات
لزماننا وبنفيها الانشبات
فوق البداهة عندها مركات
ان تحوها من باسك الغابات
وكذلك الانمار والحيات
لما بند بك تكثر الضجعات
بيد النبي بها جنتك الذات
تصدق من تحي به الزلاات
وعليه عطر قسيرة الصلوات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي أنار أسرار معرفته بنور الدين والاسلام - وأفاض أنوار ربوبيته على من سلك طريق الحق ثم استقام - وزين قلوب اوليائه الذين احكموا احكام الشريعة والطريقة غاية الاحكام - وفورقوا واجباؤه الذين تشبهوا بآداب الشريعة وقسروا بسنة خير الانام - والصلوة والسلام على من هو صاحب الصدر والمقام الذي نور شقيقته انزال الشبهات والاهام - وفور بانوار هدايته الكائنات ورفع منها الظلام - وجعله الله تعالى خليفة لهداية الخواص والعوام - وهو باعث وجود الموجودات من العرش الى العرش حتى الانبياء والملائكة الكرام كما ثبت ذلك بحديث قدسى عن الله تعالى ذى العز والجلال والاكرام - وعلى اله الطاهرين من الرجب والاقام - وهم كسفينة نوح على نبينا وعليه الصلوة والسلام - واصحابه الذين تشرفوا بشرف مجلسه وقرب المقام - ففاضوا بالنعمة السموية وكمال الخرام - الذين رفعا رايات الدين ونشروا الاعلام لهداية طريق الحق وابطال الكفر والاملام - وفرو قوا بين الحق والباطل بالدلائل والبراهين والقتصاص - وعلى جميع التابعين الكرام - وتابعي التابعين العظام - وعلى من تمسك بسلسلة ارشاده مریدا عرض معارج الكرام - وطالبوا لتحق وصعود المقام - الى يوم المحشر والقيام - اما بعد حمد و صلوة - برضاير نسیر ربوان راہ شریعت و طریقت و پیر و ان جہادہ حقیقت و معرفت روشن و مہرین ہو کہ موجب تحریر و سبب تظہار اس رسالہ عجاہ کا یہ ہے کہ اکثر مستملکین سلسلہ عالیہ رفاعیہ و متعلقین طریقہ احمدیہ اس خوشہ چین خرمن ارباب بصیرت و یحیدان نے بضاعت کو بار بار فرماتے اور اصرار کرتے رہے کہ ایک رسالہ ایسا تیار کیا جائے کہ جس میں کل لوازمات مشرب رفاعیہ و ضروریات مسلک احمدیہ کا مفصل طور پر بیان حالات ہو - اور از روی روایات کتب معتبرہ فقہیہ

۳
 واحادیث صحیحہ سندہ اسکا اثبات ہو۔

لہذا اس فقیر خدام الطلاب والمشاغین السید نور الدین سیف اللہ
 ابن حضرت صاحب السجادہ احمدیہ شیخنا و مولانا السید ابوالنصر محمد امین اللہ علیہ
 سید حام الدین الحسینی الموسوی الرفاعی عفی عنہما نے از روی احادیث
 و روایات رسالہ ہذا بنام تاریخی نور التحقیقات الملقب
 بہ تحفہ رفاعیہ تیار کر کے بارہ سوال مع جواب مدللہ اور ایک فائدہ پر
 منقسم کیا۔ بحمدہ تعالیٰ جو کہ مواہیر و مستحط علماء دین وقاضیان شرع مبین
 و متبحران سجادہ نشین ساکنان شہر سورت و ممبئی زاد ہم اللہ شرفاً و تعظیماً
 سے مرسم و مسجع ہو کر ہدیہ ارباب بصیرت و تحفہ اصحاب خبرت ہی۔

خداوند عالم بطفیل رسول اکرم جمیع اہل اسلام کو محبت اولیاء کرام نصیب
 کرے۔ اور ہر وی شرع شریف و آگاہی سائیل دین منیف عطا فرما دے
 آمین یا رب العالمین واللہ یعدی من یشاء الی سبیل الرشاد و علیہ التوکل
 والاعتماد۔
 رباعی

دین نیت خاص فی بہار شناخت
 میدان بدیقین کہ او خدا را شناخت

آنکس کہ کمال اولیاء را شناخت
 پس شکر نکرد و حب ایشاں نگزید

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع مبین زاد ہم اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً
 ان سوالات مستفسرہ کے بارے میں جو ذیل میں مرقوم ہیں اور جواب ہر ایک
 مطابق شرع شریف از روی احادیث سندہ و کتب فقیہہ مفصلاً بیان فرما کر
 باجور و مشکور ہو وین بدینواتوجروا

سوال اول

بجائاد یعنی دائرے کا وقت نکاح یا ولیمہ یا وقت ولادت فرزند درست و جائز ہے یا نہیں

الحق والحق والحق والحق

بعد ثبوت مافی السوال جواب اسکا از روئی شرع شریف یوں منکشف ہوتا ہی کہ بجانا دائرے کا وقت نکاح یا ولیمہ یا وقت ولادت فرزند بلکہ ہر سرور حادث شرعی میں درست و جائز ہی اور اباحت اسکی کتب معتبرہ فقہیہ سے ثابت ہی چنانچہ عینی شرح کتزالدقائق کے باب الشہادۃ میں مرقوم ہی۔ ومن الناس من اجاز الغناء فی العرس الا ترى انه لا باس بضرب الدف فیہ اعلاناً للنکاح ۱۲ و فتاویٰ مختصر شافی کے فصل فی السماع والتعنی والمزامیر میں لکھا ہی ومن الناس من یحذر ذلك فی العرس والولیمہ وان کان فیہ فوج طہور وطرب لہدیکہ بہ باس لان فیہ اظہار النکاح وبہ امر صاحب الشرع اعلنوا النکاح و لو بالدف ۱۳ اور اسبطرح کتاب غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار کے جلد دوم صفحہ ۱۲ کتاب النکاح میں مرقوم ہی کہ۔ (مراؤ زفاف سے یہاں غور تو ان کا اجماع ہی اسواسطے کہ شب زفاف بین غورتوں کا جمع ہونا عرف میں لازم ہی۔ اور بعضوں نے کہا ہی کہ مراؤ زفاف باعلان دف بجا سکے ہی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی ۱۳)۔ اور نیز اوسی کتاب کی جلد تیسری صفحہ ۲۹۵ کتاب الشہادۃ میں لکھا ہی (اور دوسری قسم ملا ہی کی مباح ہی وہ دف ہی نکاح اور نکاح کے مانند ہر سرور حادث میں ۱۲۔ کذا فی الطحاوی عن البحر) اور نیز اوسی کتاب کی جلد سوم صفحہ ۲۹۹ کتاب الشہادۃ میں مرقوم ہی (اور بعض فقہانے جائز رکھا ہی سرور کو نکاح میں جیسے دف بجانا اوسمیں جائز ہی۔ اور بعضوں نے اسکو مباح کہا ہی مطلقاً نکاح اور غیر نکاح میں) اور اوسی کتاب کی جلد سوم صفحہ ۳۰۳ کتاب الشہادۃ میں مرقوم ہی (اور معنی میں ہی کہ ملا ہی دو قسم کی ہی ایک محرم چنانچہ آلات مطہرہ غناء و جیسا کہ نماز و طہور وغیرہ اور دوسری قسم مباح ہی وہ دف ہی نکاح اور اوسے مانند اور سرور حادث میں انتہی عبارتہ ۱۲)

اور بعضوں نے کہا ہے کہ نکاح کا اظہار دف بجا کے کرنا سنت ہی چنانچہ ابن بطال
 سے بیچ شرح بخاری کے مروی ہی قال الملقب من السنة اعلان النکاح
 بالدف ۱۲ اور امام احمد کے نزدیک نکاح میں دائرہ بجانا مستحب ہی چنانچہ
 شیخ شمس الدین المقدسی الحنبلی نے بیچ کتاب شرح المقنع کے کتاب النکاح
 میں لکھا ہے یتحب ضرب الدف فی النکاح ۱۲ سیطرح امام احمد حنبلی
 فرماتے ہیں یتحب ان ینظر النکاح ویضرب علیہ بالدف ۱۲

علیٰ ہذا القیاس فقہای شافعیہ بھی نکاح اور ولیمہ میں دائرہ بجانا مستحب
 ہونے کے مقرر ہیں چنانچہ فقہیہ حافظ ابو بکر محمد بن عبد اللہ العامری البغدادی الشافعی
 اپنی کتاب کے باب السماع میں تحریر فرماتے ہیں۔ لما قسم ضرب الدف تقيمان
 قال وضرب یتحب فالمستحب فی العرس والولیمہ ۱۲ وقال صاحب البیان
 وابن عسرون وابن درباس صاحب الاستقصاء وایراد المحاملی یقتضیہ
 وکذا البحر جانی فی تحریرہ۔ وکذا لک سلیم الرازی فی کتابہ المسمی بالمحصر
 والیہ انشاء عماد الدین السہروردی صاحب الذخیرۃ۔ وفقل ابن حمدان الحنبلی
 قولہ فی مذہب احمد فقال والد ف یباح فی العرس وقیل وللختان۔ ذکرہ
 فی الرعاۃ الکبریٰ ۱۲

اسی طرح علمای مالکیہ کی تحریر سے بھی اباحت دف کی پائی جاتی ہی چنانچہ
 قاضی ابو بکر بن العرفی المالکی اپنی کتاب مسمی احکام میں ارقام کرتے ہیں میں
 کلام ذکرہ وقسمہ ان آلات اللہ والمشتہرة للنکاح یجوز استعمالہا فیہ و
 ذکر الدف منها ۱۲۔ پس ان روایات معتبرہ فقہیہ سے ظاہر ہے کہ بجانا دف کا
 نکاح یا ولیمہ میں درست و جائز ہی بلکہ بعض علماء نے اسکو مستحب و مسنون بھی
 کہا ہے بدلیل حدیث شریف جو کہ مشکوٰۃ شریف کے باب اعلان النکاح میں
 عائشہ صدیقہ سے مروی ہے عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اعلنوا ہذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدف

رواہ الترمذی ۱۲ اور دوسری حدیث شریف اوسی باب میں مروی ہے کہ نکاح کو حلال اور حرام سے فرق وجد اگر نیوالا اعلان یعنی آشکارا کرنا نکاح کا اور نہ ہی۔ مشکوٰۃ کے باب اعلان النکاح میں مرقوم ہے۔ عن محمد بن حاطب المجہبی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدفع فی النکاح۔ رواہ احمد والترمذی۔ والنسائی وابن ماجہ ۱۲ اور نیز مشکوٰۃ شریف کے باب اعلان میں حدیث شریف بخاری کی مرقوم ہے۔ عن الربیع بن مَعُوذ بن عفراء قالت جاء الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی فجلسک متی فجعلت یحوی ریاة لسان یضوب بالدفع ویند بن من قتل من ابائی یوم بدیرا قالت احدھن و فیما بنی صلعم یعلم ما فی غد فقال صلعم دعی هذه وقولی بالذی کنت تقولین۔ رواہ البخاری

سوال دوم

کسی سرور حادث دینی یا بر وز عیدین وغیرہ بجانادائرے کا از روی شریع شریف درست ہے یا نہیں

الجواب

ہر سرور حادث دینی میں یا بر وز عیدین بجانادائرے کا درست و جایز ہے۔ ہر خوشی شرعی میں وائرہ بجانیکجا جواز تو سوال اول کے جواب سے ظاہر ہے۔ اور اباحت عید کے دن کے بجانے کی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ بی بی عائشہ کے مکان میں حضرت سرور عالم صلعم ایام تشریق میں تشریف رکھتے تھے۔ اور دو لونڈیاں بی بی عائشہ کے دف بجا کر اشعار پڑھ رہی تھیں۔ اس اثناء میں جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اون لونڈیوں کو دف بجانے سے منع فرماتے تھے آپ سرور صلعم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ یا ابوبکر رضی اللہ عنہ درگزر کر وائے اور بجانے دو کیونکہ یہ دن عید کے ہیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ دن ہمارے عید کے ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے

باب صلوة العیدین میں مرقوم ہے وعن عائشة قالت ان ابابکر دخل علیہا و
عندہا جاریتان فی ایام منی قد دفنان و تقضیان و فی روایتہ قضیان ہما
تقاوت الاضار یوم بعث والنبی صلعم متعش بنوبہ فانتھرہما ابو بکر
فکشف النبی صلعم عن وجہہ فقال دعہما یا ابابکر فانہما ایام عید و فی روایت
یا ابابکر ان لكل قوم عید او هذا عید فامتنق علیہ ۱۲ اس حدیث شریف سے
ظاہر ہے کہ بجانادف کا بروز عیدین درست و جائز ہے اگر درست ہوتا تو آنحضرت
صلعم ضرور اسکی مخالفت کرتے اور جناب ابو بکر صدیق کو منع کرنے سے مخالفت
نہ فرماتے۔ اس بارے میں عبارات کتب فقہیہ بنظر اختصار نہیں درج ہوئے۔

سوال سوم

راتب طریقہ رفاعیہ یا مطلقا کسی وقت میں دائرہ بجاناد درست و جائز ہے یا نہیں

الجواب

راتب طریقہ رفاعیہ اور مطلقا ہر کسی وقت بجانادائریے کا بدون از فواحش
ولعب درست و جائز ہے

علمای دین و فقہای شرع میں نے دلیل اسکی اباحت اور جواز پر حدیث اس
عورت کی لی ہے جو نذر کی تھی و فی بجانائے آنہ و رصلعم کے روبرو اور جبکہ آپسے
استفسار کی کہ آیا دف بجاؤں یا نہیں تب آپسے بجانیکے واسطے اجازت دی چنانچہ
مشکوٰۃ شریف کے باب فی النذر میں یہ حدیث موجود ہے۔ عن عمر بن
شعبہ عن ابيہ عن جده ان امرأة قالت یا رسول اللہ صلعم انی نذرت
ان اضرب علی رأسی بالدف قال صلعم۔ او فی بندرک رواہ ابو داود ۱۲ - ۱
بدین وجہ علمای مجتہدین نے بجانادف کا سوائے نکاح و ولیمہ و عیدین وغیرہ
کے ہر وقت میں بغیر از فواحش و غناء و لہو و لعب کے درست و جائز رکھا ہے۔ چنانچہ
فتاویٰ مختصر شافعی کے فصل السماع میں تحریر ہے۔ وسئل ابو یوسف عن الدف

فی غیر العرس ایکرہ امر لا قال لا۔ مالہ یجیئ منہ اللعب الفاحش والغناء۔
 وسماع الدف وان کان فیہ جلاجل جائز ۱۲۔ اور نیز سباع میں تحریر ہے
 ان الذی یضرب بالدف والقضیب ونحو ذلک فلا بأس بہ ولا تزد شہادۃ
 بخلاف العود ونحوہ ۱۲۔ اور محرر امام یافعی میں لکھا ہے۔ ویجوز ضرب بالدف
 فی الاملاک والختان واقرب الوجهین الجوازی فی غیرہما وانہ لا فرق بین
 ان ینکح فیہ جلاجل اولاً ینکح ویحرم ضرب الکوفۃ وہی طبل طویل ضیق
 الوسط ۱۴۔ اور فتاویٰ ابواللہ میں مرقوم ہے۔ ان ضرب الدف فی
 غیر العرس مختلف فیہ بین العلماء قال بعضهم لایکرہ وذهب طائیفۃ
 الی اباحہ مطلقاً بحری علیہ امام الحرمین والغزالی وحکامہ عماد الدین
 السہروردی عن بعض اصحاب ۱۲ وقال القاضی ابوالطیب وابن الصبغ
 وغیرہا عن بعض اصحاب الشافعی ایضاً انہ قال ان مع حدیث امرأۃ التی
 نذرت لہ ینکحہ فی حال من الاحوال۔ وقال القاضی ابوالطیب فی الوصیۃ یصح
 الوصیۃ بالدف ۱۲

اس بطرح علمائے شافعیہ کتب معتبرہ فقہیہ میں اباحت دف بجا نکی مطلقاً
 کسی وقت ہو بیان فرماتے ہیں چنانچہ شیخ ابن حجر الہیتمی الشافعی کی کف الرعاء
 میں تحریر ہے۔ ان الدف مباح فی عرس وختان وکذا فی غیرہما فی الاصح
 وان کان فیہ جلاجل فالاصح حلہ ایضاً۔ اور امام سیوطی کی جامع الصغیر
 کی شرح المستفی شرح کبیر میں تحت حدیث اعلنوا هذا النکاح واجعلوه الخ کے شیخ
 عبدالرؤف المناوی نے لکھا ہے۔ قد افاد الخبر حل ضرب الدف فی العرس ومثله
 کل سرور ورحادۃ۔ ومذهب الشافعیۃ ان الضرب فیہ مباح مطلقاً ولو
 بجلاجل وقد وقع الضرب بہ فی حفرة شارع الملة ومیمن الحبل من الحرمة
 واقرہ ولا فرق بین ضربہ من امرأۃ اور رجل علی الاصح ۱۲۔ اور سنہاج فقہ
 شافعیہ میں تحریر ہے۔ ویجوز دف لعرس وختان وکذا غیرہما فی الاصح

وان كان فيه جلاجل - ويجرم ضرب الكوبة وهي طبل طويل ضيق الوسط لا
الرقص الا ان يكون فيه تكسير كفعل الخنث ١٢ اور انوار کی کتاب الشہادۃ
میں مرقوم ہے - ولا یجوز الیراع والدف وان كان فيه جلاجل لا فی الاملاک
ولا فی الختان ولا فی غیرہما وقیل یجوز الیراع وهو الذی یقال لہ الشاہین
وبالفارسیۃ فی ١٢ و کتاب نرسہ المجالس کے باب ذکر الموت الخ میں مرقوم ہے
- واما الدف فہو مباح ومثله طبل السمادیۃ ویکوہ فی المسجد ویجرمان عند
قرآۃ القرآن ١٢ -

الحاصل بجانواف کا مطلقاً یعنی کسی وقت میں ہو درست وجائز ہے۔ اگرچہ بعض
علماء نے اختلاف کیا ہے اور مکروہ کہا ہے لیکن بعد اختلاف کے صحیح تر قول جواز و
اباحت کا ہے بدلیل احادیث مسندہ علمای مجتہدین نے اس بارے میں بحث
کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے حضور اقدس میں دائرہ بجا ہے اور اپنے او سے منع
نہیں فرمایا اس دلیل سے معلوم ہوا کہ درست وجائز ہے کس نے کہ آنحضرت صلعم
شارع اور احکام دین سکھائیوائے ہیں۔ پس اگر دف بجا نہ اُترا اور از روئی شرع
ممنوع ہوتا تو آنحضرت صلعم ضرور اسکی ممانعت فرماتے۔ اور برخلاف منع کر نیکی
نکاح میں دف بجانے نہیں فرماتے۔ اور عید کے روز لونڈیوں کے دف بجانے کو منع
کرنے سے حضرت ابوبکر صدیق کو ممانعت نہ فرماتے اور اس عورت کو نذر کے وفکر کرنے
میں دف بجانے کی اجازت نہ دیتے چنانچہ احادیث مرقومہ بالا سے متکشف ہے اور
علاوہ اسکے کئی احادیث صحیحہ سے بھی یہ امر ثابت ہے۔ بدین لحاظ مفتیان شرع میں نے
علی الاطلاق اسکے حرمت کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔ کس لئے کہ اگر حرام کہیں تو تہمت فعل
حرام کی آنحضرت صلعم کے نسبت ہوتی ہے۔ اور آنحضرت صلعم پر فعل حرام کی تہمت
لگانا کفر ہے۔ کذا فی الحقائق وقواعدی مختصر شافی وایضاح الدلالات فی سماع الآلات -
اسی واسطے علماء نے اسکے بجانے اور سننے کے علی اختلاف الاحوال والاشخاص
کئی قسم لکھے ہیں۔ چنانچہ قسم اول علی الاختلاف سنون و مستحب ہے۔ چنانچہ نکاح

اور ولیمہ میں۔ قسم دوم مباح و جائز ہے۔ جیسا کہ بروز عیدین یا وقت قدوم غایب (یعنی سفر سے واپس آنے کے وقت) یا پھر سرورِ حادث میں مطلقاً۔ زمین دو قسمین ہیں۔ اول مستحسن ہے اور لوگوں کو جو بسبب فرط ذوق و شوق و محبت الہی قصایدِ حسنہ کے ہمراہ بدون از ملاہی دف بجا کے غایت انبساط و سرور کے باعث حفظ اٹھاتے ہیں۔ دوم مباح ہے اور نیکے واسطے جو فقط خوش الحانی سے سرور ہوتے ہیں اور لہو و لعب نہیں کرتے ہیں کیونکہ لہو و لعب حرام ہے قسم سوم۔ حرام ہے اور لوگوں کو جو کہ شراب خواری و زنا یا کلمات فحش و غیبت یا حرام باجے مثلاً سزگی وغیرہ کے ہمراہ دف بجاتے ہوں یا کوئی عورت دف بجاتی ہو اور نامحرم مرد اوس جا حاضر ہوں تو البتہ بہتہ تمام حالتیں حرام ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ دف بنفسہ مباح ہے۔ مگر بہ سبب تغیر احوال کے حرمت لازم آتی ہے۔ کیونکہ افعال نامشروعہ خود حرام ہیں۔ اور اس فعل حرام کے ہمراہ اگر دف بجا یا جاوے تو اوسکو بہ سبب اوس فعل ناجائز کے منع کیا جائیگا۔ اگر ایسے مجالس قبیحہ اور حالت نامشروعہ نہ ہو تو درست و مباح ہے۔ جیسا کہ روایات مذکورہ معتبرہ فقہیہ و احادیث مسندہ صحیحہ و غیرہ سے منکشف ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ مجالس رفاغیہ میں جو دف بجاتے ہیں وہ درست و جائز ہے۔

سوال چہارم

سادات رفاغیہ اور اوسکے تابعین اور متعلقین سلسلہ مذکورہ موافق اپنے طریقہ کے ذکر اذکار کرتے ہیں۔ اور قصایدِ نعت و توصیف بزرگانِ صالحین یا قصائدِ موعظہ و نصائح پڑھتے ہیں۔ ایسے قصائدِ دف کے ہمراہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

دف کے ہمراہ قصائدِ حسنہ یعنی توصیف بزرگانِ سلف و احوالِ کرامت و شجاعت و موعظہ وغیرہ جو کہ اچھے مضمون کے قصائد ہوں پڑھنا اور نکاح درست و

وجائز ہی۔ چنانچہ احادیث و روایات مرقومہ بالا سے منکشف ہے کہ آنحضرت صلعم کے حضور اقدس میں وف کے پھر او اشعار پڑھے گئے اور آپ نے سماعت فرمایا بدین لحاظ شعر کہنا یا پڑھنا یا سننا شرعاً درست و جائز ہی۔ بشرطیکہ غش غیبت و مذمومات شریعہ سے بری و موصون ہو۔ چنانچہ عینی شرح کفر الذہاق کے باب من تقبل الشہادۃ میں مرقوم ہے۔ وان نشد شعراً فیہ وعظ وحکمۃ فهو جائز بالاتفاق ۱۲۔ اور نہ ہاج کے کتاب الشہادۃ میں ہے۔ ویباح قول الشعر وانشادہ الا ان یجوز ویخس او یعرض بامر ائمہ معینہ ۱۳۔

اور آنحضرت صلعم کے روبرو بہت سے اشعار و قصائد کہے گئے اور پڑھے گئے ہیں اور آپ نے سماعت فرمایا ہے۔ چنانچہ امام احمد اپنے مسند میں جابر بن سمہ کی روایت سے حدیث شریفہ تحریر فرماتے ہیں۔ قال شہدت رسول اللہ صلعم اکثر من مائۃ مرۃ فی المسجد واصحابہ یتذکرون الشعر وانشاء من امر الجاہلیۃ فرما ینسب رسول اللہ صلعم اخراجہ الترمذی وصحہ واخرجہ احمد بن سلیمان الطبری فی معجمہ الکبیر من طریق اخر انتہی ۱۴۔ اور شیخ نجیب عبد القادر سہروردی کے آداب المریدین میں مرقوم ہے۔ واما القصائد والاشعار فقد سئل النبی صلعم عن الشعر فقال ۱۵۔ هو الکلام حسنہ حسن وقیحہ قبح۔ فالحسن منہ ما کان من المواعظ والحکم وذكر الاء اللہ تعالیٰ ونعمائہ ونعت الصالحین وصفۃ المتقین فسماعہ حلال۔ وما کان ذکراً لاطلال والمنازل والازمان والامہ فسماعہ مبایح۔ وما کان ہجو وسخیف۔ فسماعہ حرام انتہی ۱۶۔ یعنی جن اشعار میں حمد و ثناء و صفات صالحین و موعظ ہو سنا اور نکاحلال ہے۔ اور جسمیں ذکر ازمان و منازل و امم ہو تو سنا اور سکا مباح ہے۔ اور جسمیں ہجو و غیبت و فحش و غیرہ ہو سنا اور سکا حرام ہے اسلئے

آنحضرت صلعم نے اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا فرمایا۔

الغرض جو قصاید اچھے مضمون کے ہوں انکے پڑھنے اور کہنے میں اُسبہ

حصولِ ثواب ہے۔ اور ذکرِ صالحین موجبِ نزولِ رحمتِ بیاب ہے۔ بمصدق
تنزلِ الرحمة عند ذکرِ الصالحین۔ پس باعتبار اسکے مساواتِ رفاغیہ کی مجلس
مذکرہ بلا شک درست و جائز ہے بلکہ اسید حصولِ ثواب۔ کیونکہ وہ سے لوگ بدو
ایچھے قصائد کے مضامین باطلہ زبان پر نہیں لاتے۔

سوال نمبر ۱۲

قضاۃِ حنبلیہ کے استماع سے اپنی دلون میں شوق و ذوق و محبتِ الہی کے باعث
حالتِ وجد و رقص کی پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات کھڑے رہتے ہیں اور بعض
اوقات بیٹھتے ہیں یہ حالتِ رقص و تواجد شرعاً درست و جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

بہ سبب استماعِ توحید ایزدی و لغتِ نبوی یا موعظہ یا توصیف و کراماتِ بزرگان
صالحین حالتِ وجد پیدا ہو اور اس حالتِ وجد و استغراق و فرط سرور میں
کھڑے رہے یا بیٹھے تو درست و جائز ہے۔ کیونکہ ان قضاۃ کے مضامین میں
غور و خوف کرنے سے فرط انبساط و بخت و شوق و ذوق ایزدی کے باعث یا
نقطہ خوش الحانی کے استماع سے اونکے دلون پر رقت ہو کر حالتِ وجد کی پیدا
ہوتی ہے اور اس حالت میں بہ سبب غایتِ خوشی و سرور یا مضامین میں
محو ہو کر قبضہ اختیار سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور ویسے حرکات اونسے صادر آتے
ہیں یہ بہ از روی شرع درست و جائز ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب بلوغ
الصغیر میں برائے بن عازب کے حدیث کے حاشیہ پر تحریر ہے۔ وفي الغائق
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لزيد هذا اجل اى رقص من الفرج
واجل من يرفع رجله ويقف انشراح انتهي والقفز الوثوب ۱۲۔ کذا فی
لمعات شرح مشکوٰۃ ۱۲ اور مسجد نبوی میں جشیون کا رقص۔ اور بنی فاطمہ
کے عقد مبارک میں لوگوں کا تواجد۔ اور اسکے سوا دوسرے کئی احادیث سے

ثابت ہی جو صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ بلحاظ اختصار کل نہیں درج کیا۔
 معلوم ہو سکے کہ مراد اس رقص و تواجد سے طوائف و محنتوں کا رقص
 نہیں ہے۔ بلکہ معنی اس رقص مباح کی اور مراد اس سے یہ ہے کہ قرطابنسا
 وغیرہ مذکورہ باتوں سے حالت وجد پیدا ہو اور اس وقت میں جو حرکات
 صادر ہوں اور سکور رقص و تواجد کہتے ہیں۔ یہ حالت شرعاً درست و جائز ہے
 لیکن تا وقتیکہ اوس میں زیادتی مانند محنتوں اور طوائف کے نہ کی جائے اور بناوٹ
 و سکاری وغیرہ نہ ہو۔ چنانچہ کتاب محتر میں تحریر ہے۔ ولا یحرم الوقص الا ان
 یکون فیہ تکسیر کفعل الخنثین ۱۲۔ اور نہاج کے کتاب الشہادۃ میں مرقوم
 ہے۔ یجوز دف لعوس و ختان و کذا غیر ہما فی الاصح وان کان فیہ جلابل
 و یجوز ضرب الکوبۃ وھی طبل طویل ضیق الوسط لا الرقص الا ان یکون فیہ
 تکسیر کفعل الخنث ۱۲

سوال ششم

طریقہ رفع خیمہ میں جو گر نہ و شمشیر و سیخ وغیرہ سے قرب کر ستنہیں
 ایسے کام از روئی مشرع شریف درست و جائز ہیں یا نہیں۔

الجواب

قرب شمشیر و گر نہ وغیرہ بلا تصنع و شعبہ بازی و عدم تکلیف و ضرر جائز
 ہے کیونکہ مخالفت ایسے کاموں سے بلحاظ تکلیف کی جاتی ہے اور یہ قید شرطیہ
 ہے۔ پس دریافت کرنا چاہئے کہ وہ شرط یعنی تکلیف کہ جسکے سبب مخالفت
 کی جاتی ہے۔ باقی نہ رہی تو مخالفت اوس فعل کی کس طرح ہو سکیگی۔ مثلاً آفتاب کو
 تمازت و حرارت ایک امر لازمی ہے۔ اور جبکہ آفتاب ہی نہ تو تمازت و حرارت

نہیں رہی۔ اسی صورت میں شخص کو گرز و شمشیر وغیرہ سے تکلیف و
ضررت نہ ہو تو مخالفت اس شخص کے لئے علی الخصوص باقی نہ رہی اور دوسروں
کے واسطے علی العموم بلحاظ تکلیف باقی ہے۔ چنانچہ تمثیل ایسے امور کی کتب
فقیہیہ میں موجود ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ خلیلی جلد ثانی مطبوعہ مصر کے باب الشہادۃ
صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے۔ و قد کوالنوعی فی قناواہ وان المحادی اذا
اصطاد البیضاء یزغب الناس فی اعتماد معرفتہ و هو حاذق فی صنعتہ
و یسلم منہ ما فی فلتنہ و نسعتہ لہو یا شہرا۔ یہہ مثال ہلاک کر ثابت آتی ہے کیونکہ
سانپ کو پکڑنا بھی بلحاظ ایذا رسانی ممنوع ہے اور جبکہ کسی عمل وغیرہ کے باعث
یقین ہے کہ ایذا نہ دے سکیگا۔ اگرچہ بعد اوستے کاٹا اور ایذا دی تو بھی پکڑنا والا
گنہگار نہ ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص نے اون بزرگ کا وسیلہ پکڑا اور
اونکی کمر بستہ پر یقین کیا اور بسبب غلط ذوق و شوق و غلبہ وجد کے ضرب
شمشیر و گرز وغیرہ کیا تو شرعاً مباح ہے۔ اگرچہ بعد اوستہ کو وہ ضرب اتر کر ہے
جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

یہہ کرامت حضرت سلطان العارفین غوث الواصلین سیدنا احمد
الکبیر الرفاعی قدس سرہ کی ہے جو کہ تاحال اونکی اولاد و توالعین میں فیض
جاری ہے۔ اور سعی کرامت کے وہی ہیں کہ جو کام سخت اور دشوار ہو وہ آسان
ہو جائے۔ اور جو قرین قیاس نہ ہو وہ ظہور میں آئے۔

پس منکر کرامات اولیاء اللہ کا گمراہ و بد اعتقاد ہے جیسا کہ فتاویٰ خلیلی
کے جلد اول صفحہ ۹۷ مطبوعہ مصر میں جواب کرامات اولیاء کا تحریر ہے۔
نعم ہی واقعة جاذبة لهم نفعنا الله بهم احياءاً و امواتاً بقصد منهم و بغير
قصد يؤيدهم الله تعالى۔ لا ينكرها الا احد رجلين اما سعي الاعتقاد
كالعقولة والذالية و اما كثير المعاصي والذنوب والعقلة فلا يشهد بها
منهم فيؤدي ذلك على انكارها و اذا تأملت الكتاب والسنة وما نقل

تَوَاتُرًا مَعْنَوِيًّا عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلْفِ بَلْ فِي كُلِّ عَصْرِ مِنْ الْأَعْصَارِ بَلْ فِي كُلِّ
يَوْمٍ مِنْ الْأَيَّامِ إِذَا مَا مِنْ يَوْمٍ لَا يُقَعِّفُ فِيهِ كِرَامَاتُ لَا تُحْصَى وَلَا تُعَدُّ وَلَوْ
جُمِعَتْ لَصَارَتْ تَوَاتُرًا مَعْنَوِيًّا الْخ -

سوال ہفتم

مستعلقین طریقیہ رفاغیہ جو زخم شمشیر و گرز وغیرہ پر یا کسی مریض کو لب (یعنی
لعاب دہن) لگاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں یہ بہہ از روی شریع شریف درست
و جائز ہے یا نہیں۔ اور لب لگانا و دعا کرنا مفید و سودمند ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

کسی مریض کو یا زخم وغیرہ پر لعاب دہن لگانا اور اس کے لئے دعا کرنا درست
و جائز ہے۔ اور بزرگان صالحین کا لعاب دہن لگانا موجب برکت و سعادت
ہے۔ دلیل اس کے اباحت و درست اور مفید ہونے کی حدیث صحیح سے ثابت
ہے۔ چنانچہ بخاری و مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے۔ کہ خیر کی لڑائی میں سیدنا
علی کرم اللہ وجہہ شکرہ اسلام سے پیچھے رہ گئے تھے اور شکوہ شکر اسلام نے
وہاں مقام کیا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں نشان
اوس شخص کو دوں گا کہ جو خدا اور رسول کا پیارا ہے۔ جب صحیح ہوئی تو سب لوگ
نشان لینے کی غرض سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تب آپ نے فرمایا
کہ علی ابن ابی طالبؑ کہاں ہے صحابہؓ نے عرض کی کہ اونکی آنکھیں دروگرتی ہیں
آپ نے اونکو بلوایا اور اونکے آنکھ میں اپنے دہن مبارک سے لعاب لگایا اور دعا کی
بحکم خدا فوراً صحت حاصل ہوئی اور تابہ زلیست در چشم کی شکایت نہ رہی۔
بعدہ نشان اونکو عنایت کئے الخ۔ (یہ حدیث شریف نوین سوال کے
جواب میں انشاء اللہ تعالیٰ تحریر کی جاہیگی)۔

سوال ششم

بزرگان دین کو ملفظ یاند کرنا مثلاً۔ المدد یا شیخ عبد القادر۔ المدد یا
سیدنا احمد الکبیر الرفاعی وغیرہا۔ اور توسل پکڑنا اولیا کرام سے
درست ہی یا نہیں۔

الجواب

المدد یا شیخ عبد القادر۔ المدد یا سید احمد الکبیر الرفاعی وغیرہ الفاظ ندائیہ
کہنا اور ند کرنا درست و جائز ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے اس میں بحث کیا ہے
لیکن بعد بحث کے صحیح تر قول جواز کا ہی ہے چنانچہ فتاویٰ خلیلی جلد ثانی صفحہ ۳۲
مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے واما قولہ المدد یا شیخ عبد القادر فهو نداء و اذا
اضيف اليه شيئاً لله فهو طلب شئاً اكراماً لله تعالى فالوجه المحقق في ذلك
اور شكوة شرف کے باب زیارت القبور میں ابن عباسؓ سے یہ حدیث مروی
ہی۔ عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يقبور بالمدينة
فاقبل عليهم بوجه فقال السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم
انتم سلفنا ونحن بالانتر۔ رواه الترمذی ۳۲۔ وفي المسلم في باب عرض
مفقود الميت من الجنة والنار عليه عن انس بن مالك ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم ترك قتلى بدر ثلثاً ثم قاهم فقام عليهم فتاداهم
فقال يا ابا جهل بن هشام يا أمية بن خلف يا عتبة بن ربيعة يا شيبة
بن ربيعة اليس قد وجدتم ما وعدكم ربكم حقاً فاني قد وجدت ما
وعدتني ربي حقاً فسمع عمر بن الخطاب رضي الله عنه قول النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا
رسول الله كيف يسمعون واني يحبون وقد جفوا قال والذي
نفسي بيده ما انتم باسمع لما قول منهم ولاكنهم لا يقدرون ان يحبوا

فما رغبتم فنجبوا فالتقوا في قلبه بدر - رواه مسلم ۱۲ ان حدیثوں سے واضح ہے کہ نہ بالفظ یا ضامین کے لئے بدرجہ اولیٰ درست و جائز ہے کیلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو بلفظ یا نہ افرمائی ہے - پس نہایت تعجب ہے کہ اولیاء ضامین کو نہ کرنے سے انکار کیا جائے - مع - بریں عقل و دانش باید گریست - اور بمصداق آیہ کریمہ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ - انبیاء و اولیاء و صلحاء سے توسل کی ہر حالت حیات و ممات میں درست و جائز بلکہ ضرور و لازم ہے - چنانچہ خلاصہ اسکا کتب فقیہہ میں موجود ہے - اور انکار کرنا توسل سے موجب نکبت و بے نصیبی ہے نعوذ باللہ من ذلك - فتاویٰ خلیل جلد ثانی صفحہ ۲۵۹ میں تحریر ہے - واما التوسل بالانبياء والاولياء والعلماء فقد نص ائمتنا ان يجوز التوسل باهل الخير والصلاح سواء كانوا احياء ام اموا قالوا لا ينكر ذلك الا من ابتلى بالحمران وسوء العقيدة نفوذ بالله من للنكر وسيرة ۱۲

سوال نمبر ۸

نشان بنانا رکھنا - اور بروز عیدین و اعراس بزرگان دین یا کسی دینی کالج کے خوشی کے وقت مسلمانوں کی جماعت کے ہمراہ مع دفوف شہر میں اون نشانوں کا پھرانا درست ہے یا نہیں -

الجواب

علم یعنی نشان بنانا - رکھنا - اور اسکا پھرانا بروز عیدین و بروز اعراس بزرگان دین وغیرہ درست و جائز ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نشان موجود تھے اور آپ کے روبرو اکثر اوقات نشان چلے ہیں یہ امر احادیث صحیحہ سے بلا منہ و ثبات ہے - لہذا بالاتفاق علمائے دین و فقہائے مجتہدین نے

کتاب فقہیہ میں بدلیل اور احادیث سندہ حلت نشان کی تحریر کی ہے
چنانچہ در المختار شرح تنویر الابصار اور سراج میں سیر الکبیر کی روایت سے
مرفوعہ ہے۔ العلم حلالٌ صغیراً کان او کبیراً وما یعقد علی الروح فافہ
حلالٌ ولو کبیراً لانه یس بلبس انتہی ۱۲۔ اور ابو عیسیٰ نے جامع ترمذی
کے باب ۱۰ اور روایت میں چند احادیث عجیبہ سے آئے ہیں اور کتاب نہایت میں
تحریر ہے کہ آنحضرت صلعم کے نشان کا نام عقاب تھا۔ وکان اسمہ راایت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم العقاب ۱۲۔ اور مشکوٰۃ شریف کے باب
اعداد آلہ الجہاد میں مروی ہے۔ مروی عبد اللہ بن عباسؓ راایتہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت سوداء ولواءہ ابیض ۱۳۔ رواہ الترمذی
وابن ماجہ ۱۲۔ اور خزائن فی قیام میں لکھا ہے۔ وکان اللواء بید الخنزیر بن
عبد المطلب وکان ابیض فقد ف اللہ فی قلوبہم الرعب انتہی۔ اور خیر
کی لڑائی کے بیان میں لکھا ہے وقال المغلطاوی وغیرہ و فرق علیہ السلام
الرايات ولهم تکت الرايات الایخیر وانما کانت الالویۃ ۱۲۔ وقال
الدیماطی وکانت رایت النبی صلعم من برد لعائشۃ ۱۲۔ اور صحیح
بخاری و مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث شریف مروی ہے۔ وفي البخاری
وکان علی بن ابی طالب یخلف عن النبی صلعم وکان رمداً اقلح فلما
بیتنا اللیلۃ التي فتمت قال صلی اللہ علیہ وسلم لا عین الراية غدا
اولیأخذن الراية غداً ارجل یحیہ اللہ ورسولہ ویفتح اللہ علی یدیکہ
فلما اصبح الناس غداً علی رسول اللہ صلعم کلهم یرجون ان یعطاها
فقال ابن علی بن ابیطالب قالوا هو یا رسول اللہ صلعم یشکی عینہ
قال فارسلوا الیہ فأتی بہ فبصق رسول اللہ فی عینہ ودعاه فبرأ بہ
حتى کان لم یکن لہ بہ وجع فاعطاه الراية انتہی ۱۲۔ کذا فی البخاری و
فی مشکوٰۃ فی فضائل سیدنا علیؓ ۱۲۔ ترجمہ سیدنا علیؓ ابن ابیطالبؓ شکر اسلام

بہ سبب در چشم پیچھے رکھتے تھے۔ بعد انکر شامل ہوئے۔ اور اوس شب کو لشکر اسلام وہاں مقیم رہا تب سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ کل میں نشان اوس شخص کو دوں گا جو اللہ و رسول کا پیارا ہی۔ اور اللہ تعالیٰ فتح بھی اوس کے ہاتھ سے عنایت فرمائے گا۔ صبح کو سب صحابہ نشان لینے کی غرض سے سرور عالم صلعم کے نزدیک جمع ہوئے تب آپ نے فرمایا کہ علی بن ابیطالب کہاں ہیں۔ صحابہ نے عرض کی اونکی آنکھیں درو کر تی ہیں۔ آپ نے اونہیں بلوائے اپنے دہن مبارک سے لعاب اونکے آنکھوں میں لگائے اور دعا کی فوراً حکم خدا صحت حاصل ہوئی۔ گویا کہ کچھ انکو درد چشم نہ تھا۔ بعد وہ نشان اونکو عنایت فرمائے ۱۲۔ کذا فی البغائر و مشکوٰۃ در باب فضائل سیدنا علی ۱۲۔

اس حدیث کے مضمون سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لب (یعنی لعاب دہن) لگانا شایعین صالحین کا کسی مریض کو یا زخم وغیرہ پر تیرگاہ درست و جائز ہے۔ اہل بعض نافہم و متعصبین و منکرین کو خواب غفلت بیدار کرنے کے لیے یہ دلیل کافی ہے۔ غرض کہ روایات فقہیہ و احادیث سندہ سے صریح واضح ہے کہ علم (یعنی نشان) بنانا رکھنا اور اوسکا پھر انامع و فوف قصائد و اشعار پڑھتے ہوئے درست و جائز ہے۔ چنانچہ دلائل قصائد و اشعار و ف کے ہمراہ پڑھنے کے جوابات مذکورہ بالا سے منکشف ہیں۔ اس طرح اباحت مجوز نشانیں ہی مطلقاً کلام نہیں۔ پس دو امر جو از کے اجتماع میں کچھ قباحت نہیں پائی جاتی۔ بدینوجہ بروئے عیدین و اعراس بزرگان و ایام سرور شرعی میں نشانیں کا پھرانا درست و جائز ہے۔ اور وجہ ثانی اسکے استحسان کی یہ ہے کہ یہ امر دلالت کرتا ہے زیادہ تر خوشی اہل اسلام پر اور موجب رعب و شوکت اہل اسلام ہے۔ پھر کوئی قباحت شرعی اس امر میں ہے جو موجب عدم جواز ہو۔ اس واسطے بروئے جمعہ و عیدین حرمین شریفین میں دو علم منبر کے دونوں بازو لاکر کھڑے کرتے ہیں۔ اور کہ معطرہ میں تاحال نشان مع و فوف بر ذرا اس خلفائے راشدین مطابق تاریخ وفات کے

ہر ماہ میں نکالتے ہیں -

کتب فقہیہ سے ثابت ہے کہ نشان چھوٹا ہو یا بڑا از روی شرع حلال ہے اور پھر انا و سکا شہر میں دائرہ بچاتے ہوئے یا بدون دائرے کے دونوں حالت میں درست و جائز ہے لیکن لہو و لعب سے احتیاط ضرور لازم ہے ۱۲ -

سوال دہم

مشائخین صالحین کے استقبال کے لئے مسلمانوں نے شہر سے باہر جانا اور مع نشان و دفوف نوازی یا غراز و اکرام لے آنا شرعاً درست و جائز ہے یا نہیں -

الجواب

مشائخین صالحین کے استقبال کے لئے مع نشان و دفوف مسلمانوں کا جانا درست و جائز ہے - دلیل اسکے اباحت و جواز کی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تب آپ کے ہمراہ سفینہ نشان تھا - چنانچہ جامع ترمذی میں مرقوم ہے - وعن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلعم دخل مکة یوم الفتح ولواءه ابيض ۱۲ - اور نیز جامع ترمذی میں مرقوم ہے - وعن حارث بن الحسان قدمت المدينة فرأیت رسول الله صلعم علی المنبر وبلال قائم بین یدیه مستقل سیقاً واذارایتہ سوداء فقلت من هذا فقال هذا عمر بن العاص قد من غزاة انتہی - شرح حمہ حارث بن حسان سے مروی ہے کہ میں مدینہ شریف کو گیا تو دیکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف رکھے تھے اور بلال تلوار کھینچے ہوئے روبرو کھڑے تھے اس شان میں یکایک ایک کالان شان نظر آیا میں نے عرض کی یہ کون ہے تب آنحضرت نے فرمایا یہ عمر بن عاص ہے جو غزائے واپس آیا ہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ مدینہ منورہ کو پہنچے تب لوگ آپ کے روبرو

دف بجائے اور اشعار پڑھتے ہوئے چلتے تھے اونہیں سے ایک شعر ذیل میں درج
ہی جیسا کہ امام محمد غزالیؒ کی سی سعادۃ کے باب آداب السماع میں تحریر
کرتے ہیں۔ آنکہ در دل شادی داشتہ باشد و خواہد کہ آنرا زیادہ کند سبحان این غیر
مباح بود چون شادی بخور می باشد و ابو دہان شاد شوند چنانچہ در عروضی
و ولیمہ و عقیقہ و وقت آمد فرزند و وقت ختنہ کردن و باز آمدن از سفر چنانچہ رسول
خدا صلعم کہ بمیدینہ رسید از پیش وی بہ بازی شدند و این اشعار میگفتند۔ فتح

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع | وجب الشکر علینا ما دعی اللہ داع الی

اور کتاب مدارج النبوة کے جلد ثانی صفحہ ۲۵ میں مرقوم ہے۔ دیگر واقعہ
ابو بریدہ اسلمیؓ است کہ ابوسلیان خطابیؓ آور وہ بہت کہ چون سرور عالم صلعم بشرف
مدینہ مشرف شد و بقرب و نواحی آن رسید بریدہ اسلمیؓ با ہفتاد نفر از قوم خود
بشارت کفار قریش کہ در گرفتن آنحضرت صلعم کردہ بودند و وعدہ شدت زور
و جبر النعام آن قرار دادہ بقصد گرفتن سید رسل صلوات اللہ و سلامہ علیہ برآمدہ
بود۔ آنحضرت فرمودند تو چہ کسی و چہ نام داری گفت نام من بریدہ بہت آنحضرت
بطریق تفاؤل کہ عادت شریف بر آن جاری بود از مادہ اشتقاق آن کہ برودت
و معنی بہت از سلامت و سکون و جمعیت با ابو بکرؓ فرمودند قد برد اھرنما و صلح
یعنی خوشی و جنگی شد کار مار کہ آخر روی بصلاحت دارد۔ باز فرمودند از کدام
قبیلہ۔ گفت از بنی اسلم فرمود سلیمان خیر سلامت بہت فرمود از کدام بنی اسلم
گفت بنی سہم فرمود اصبت سہمک یا فتی سہم خود یعنی نصیب و حصہ خود از
اسلام۔ و بعد از آن بریدہ از آن حضرت پرسید تو چہ کسی فرمود ستم محمد بن عبد اللہ
رسول اللہ بریدہ بحجر و شنیدن نام آنحضرت ایمان آورد و گفت اشدھد ان
لا الہ الا اللہ و اشدھد ان محمد عبدا و رسولہ و جماعت کہ با وی بودند نیز
بشرف اسلام شرف شدند۔ بریدہ عرض کرد یا رسول اللہ باید کہ در وقت
در آمدن در مدینہ لوئے با تو باشد پس بریدہ عمامہ خود را از سر بر آورد و بہ نیزم

بست و پیشتر پیش روان شد افعی ۱۶ -

الحاصل شاہنشین صاحبین کے استقبال کے لئے نشان مع وقف
لیجنا نابلل احادیث سندہ و روایات معتبرہ مذکورہ درست و جائز ہی
منظر اختصار زیادہ اولہ نہیں درج کئے۔

محقق نرسے کہ تعظیم و توقیر کرنا شاہین صالحین و پیروان شیعہ
سبب کی ہر مومن کے واسطے امر ضروری ہے۔ اور علی الخصوص مرید کو اپنے
مرشد کی تعظیم و تکریم لازم و لا بد ہے۔ چنانچہ کتب مصنفہ شاہین متقدمین
مثلاً ملفوظات سیدنا احمد الکیسر الرفاعی قدس سرہ و آداب المریدین وغنیۃ
الطالبن و قول الجلیل وغیرہ کتابوں میں مفصل احوال موجود ہیں۔

عالمین و محول بسبیل و خیر رحمہ اللہ جو میں سلسلہ حسن و برکت اور
علم یعنی نشان تمام شاخیں کا ملین نے اپنے اپنے سلسلہ کے واسطے
جد سے رنگ یا جد سے وضع کا مقرر کیا ہے اور اسی پر وہ اور توابعین ہر ایک
طریق کے عمل پیرا رہے اور حال و بسای جاری ہی۔ مگر بعض اشخاص
انسانیت کو کام فرما کر دوسرے طریق کے نشان و سلسلہ وغیرہ بیجا جارت
و مخالفت کے عمل میں لاتے ہیں بہم سر اسر خلاف طریق بزرگان سلف اور
غلط محض ہی۔ کس لئے کہ بے اجازت بے فیض ہی۔ اور غرض اور علامات
ہر طریق کی جو مقرر ہیں وہ نہیں رہتی کیونکہ جو شاخ یا جماعت کے ہمراہ جس
رنگ یا جس وضع کا نشان ہو تو فوراً انبیہ دریافت کرنے کے معلوم ہو گئے ہیں
کہ یہ فلاں سلسلہ کے ہیں۔ بزرگوں نے یہ کیا خوب طریقہ مقرر کیا ہے
تھاوند عالم اسکی پابندی عنایت فرماوے تاکہ باعث شکوک و موجب
دشمنی لوگوں کے دلوں سے رفع ہو جائے۔ اور اہل صدق و حق و حقا
نہ کھائیں۔ آمین ثم آمین۔ تفصیل اس اجمال کی کتب شاخیں میں موجود ہے
اور یہ امر مشہور ہی حاجت بیان کی نہیں۔ ————— بحکام الاحفی علی من

۱۲ -

سوال یا زوہم

نشانوں کے کپڑے پر کلمہ طیبہ یا اسمای متبرکہ تحریر کرنا اور بالتعظیم رکھنا اونکا درست ہی یا نہیں -

الجواب

نشانوں کے کپڑے پر کلمہ طیبہ یا اسمای متبرکہ لکھنا درست و جائز ہی - بشرطیکہ بے تعظیمی اور کسی نہوجانچہ درالتحارک کے کتاب الطہارت میں مرقوم ہی - بساطاً اور غیرہ کتب علیہ الملک اللہ بیکرہ بسطہ واستعمالہ لاتعلیقہ للزینۃ ۱۲ - مرقمہ کپڑے وغیرہ پر الملک اللہ لکھا جائے تو اوس کا بچھانا اور استعمال کرنا مکروہ ہی - مگر لکھنا اوسکا زیب و زینت کے لئے مکروہ نہیں ۱۳ اور نیز درالتحارک کے باب صلوٰۃ الجنائز میں لکھا ہی - عن الفقہانہ قال نکرہ کتابۃ القرآن واسماء اللہ تعالیٰ علی الدراہم والمحاریب والجدران وما یقرش وما ذلک الا لاحترامہ وحشیۃ وطیبۃ انتہی ۱۲ - مرقمہ فتح سے مروی ہی کہ پیسے محراب دیوار و فرش وغیرہ پر اسمای الہی وقرآن شریف لکھنا مکروہ ہی - مگر اوسکی تعظیم و توقیر کعبائے اور بی ادبی نہوق درست ہی ۱۴ اور فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہی - لو کتب القرآن علی الحیطان والجدران بعضهم قالوا یرجى ان یعوزہ وبعضہم کرہوا ذلک مخافت السقوط تحت اقدام الناس انتہی ۱۲ - مرقمہ پر دے یا دیوار پر اگر قرآن شریف لکھا جاوے تو بعض علماء نے اوسکو جائز رکھا ہی اور بعض نے مکروہ جانا ہی بلحاظ ترک ادب کہ شاید گرے اور پاؤں تلے نہ آئے ۱۵ - مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی الشافعی حضرت حمزہ عم رسول اللہ صلیم کے احوال میں تحریر فرماتے ہیں - قد عقد له لواء ابيض واللواء هو العلم

الذی یجہل فی الحرب یعرف بہ موضع صاحب الجیش وقد یجہل صاحب
الجیش وقد یدفعہ لمقدم الحسک۔ وقد صتیح جماعة من اهل اللغة
بتراذف اللراء والرائیة ولاکن روى احمد والقومذی عن ابن عباس
كانت سرائیر رسول الله صلعم سوداء ولولاءه ابيض ومثله عند الطبرانی
عن بريدة وعند عدي عن ابی هريرة وزاد مكتوب فيه لا اله الا
الله محمد رسول الله انتهى ۱۲۔ ترجمہ تحقیق ویا تھا اونکو (یعنی حضرت
حمزہ کو) ایک نشان سفید۔ اور لواء اوس علم کو کتے بین جو حرب میں
رکھا جاتا ہی تاکہ صاحب لشکر کا مقام معلوم ہو۔ اوس علم کو بعض وقت
سردار خود اوٹھا کرتا ہی۔ اور کبھی لشکر کے آگے رکھتے ہیں۔ اکثرین اہل
لغت نے تصریح و خلاصہ کیا ہی کہ لواء و رائت ایک ہی ہے مگر امام احمد اور
ترمذی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا نشان سیاہ
اور جھنڈا سفید تھا۔ اس طرح روایت کی ہی طبرانی نے بريدة سے اور عدي
نے ابو ہریرہ سے اور زیادہ کیا ہی اونھوں نے اس روایت میں کہ اوس نشان
پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھا ہوا تھا انتهى ۱۲۔

مرقومہ بالا احادیث صحیحہ وروایات فقہیہ سے صریح واضح ہی کہ کلمہ
طیبہ یا اسمی مبتکر کہ نشان کے کپڑے پر تحریر کرنا بشرط حفظ تعظیم و توقیر
درست و جائز ہی۔

سوال دوازدہم

صوفیہ کرام۔ مثلاً رفاعیہ قادریہ چشتیہ وغیرہم کی مجالس مذاکرہ میں جو
حالت وجد و رقص کی پیدا ہو اوس مجلس مذاکرہ و شاعلیں وذاکرن کو شیطان
بھوت یا کفار وغیرہ سے مشابہت دیکھ کر حیا و ناسز اکلمات اونکے نشان میں

کینا اور اطلاق کفر کرنا درست ہی یا نہیں۔

الجواب

صوفیہ کرام کے طریقہ ذکر اذکار اور ان کے مجالس مذکر و پریٹن و تشبیح کرنا موجب فسق و ضلال اور باعث شومی و نکال ہی۔ کیونکہ وہ لوگ ہرگز خلاف شرع کام نہیں کرتے اور کسی اہل طریق نے ترک صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ نہیں کی یاد و سرون کو بھی اوس سے باز نہیں رکھا۔ چنانچہ شیخ عبد الوہاب شترانی کتاب یواقیت الجواہر میں تحریر فرماتے ہیں۔ قال الشيخ مجدد الدین الفیروز آبادی صاحب کتاب القاموس فی اللغة۔ لا يجوز لاحد ان ينكر على القوم ببادی الراى لعلوم اتبهم فی الفہم والكشف وقال ولہم یبلغنا عن احدی انہ امر بکشی یمدم الدین ولا یخفی احد عن الوضوء ولا عن الصلوٰۃ ولا عن غیرهما من فروض الاسلام ومستحباتہ انما ینکلون بکلام یدق عن الافہام وكان یقول قد یبلغ القوم فی المقامات ودرجات العلوم الی المقامات المجهولة التي لم یصوح لها کتاب ولا سنة ولا حسن اکابر العلماء العالمین قد یردون ذلك الی الکتاب والسنة بطریق دقیق لحسن استنباطہم وحسن ظنہم بالصالحین ولاکن ما کل احدهم ینظر اذا سمع کلاماً لا یفہمہ بل یمادر الی الانکار علی صاحبہ وخلق الانسان عجولاً انتہی ۱۲۔

بے شک وہ جہال مستثنیٰ ہیں جو کہ خود کو صوفیہ تصور کر کے بے علمی و نا فہمی کے باعث کلمات عجیب و ناسزا کہتے ہیں بلکہ نفوذ باللہ فیہا احکام شرع سے تجاوز کر کے درجہ کفر تک پہنچتے ہیں۔ محال ہے کہ وہ فریقہ باطلہ و زمرہ عاقلہ کی البتہ ضرور و لابد ہی اور انکو ویسے اقوال نامشروع و افعال قبیحہ سے روکنا لازم و الزم ہی (چنانچہ ان کے چند اقوال کی تردید بموجب شرعیہ نبوی

اس فقیر نے ایک رسالہ المستفی بہ طریق شریعت میں مفصل تحریر کی ہے۔
 صوفیان باصفاء و سالکان راہ ہداجہ کہ پابند شریعت نبویؐ اور مستفیض
 از علوم و فیوضات ظاہری و باطنی ہیں اور بمصدق آیتہ کریمہ الذین ینذرون
 اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنبہ ہم الخ۔ ذکر و اذکار ایزدی میں جدوجہد
 کرنے کے باعث مراتب عالی پاتے ہیں۔ چنانچہ ابوہریرہؓ کی روایت سے
 بخاری اور مسلم میں ثابت ہے کہ ملائکہ ربانی اہل ذکر کو تالاش کرتے پھرتے ہیں
 اور جبکہ ذکرین کو پاتے ہیں تو انکو اپنے پیروں سے اول آسمان تک اٹھا لیتے
 ہیں پھر جب حق تعالیٰ فرشتوں کو شاہد کر کے فرمانا ہی کہ میں نے انکو بخشا
 ۔ تو کوئی فرشتہ کہتا ہے کہ اومنین تو فلانہ بندہ گنہگار بھی ہے جو انکی راہ پر نہیں
 کسی کام کو آیا تھا سو وہاں بیٹھ گیا۔ تب حق تعالیٰ سے ارشاد ہوتا ہے کہ ہنہ
 او سکو بھی بخشا۔ وے ایسے لوگ ہیں جنکے پاس بیٹھنے والا بھی شقی یعنی مضیّب
 نہیں رہتا البتہ ۱۲۔

سریا قص از طہیل کیسار زمی شود | اختیار محبت کامل کن و کامل برآ
 پس دریافت کرنا چاہئے کہ جنکے نزدیک بیٹھنے والا بہرہ یاب ہو پھر اون
 شاغلین و ذکرین پر اور انکے مجالس مذاکرہ و حالت و جد و جہد و رقص بلا تصنع کو
 شیطان بھوت کفار وغیرہ سے متباہت دینا اور سجا و ناسز اکلمات او کی
 شان میں کہنا کس طرح و درست و جائز ہوگا۔ چنانچہ فتاویٰ اخیلی جلد ثانی صفحہ
 ۲۵۹ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے۔ واما قوله فی الرقص والتواجد اول
 من احداث اصحاب السامری۔ فکیف یجوز لمسلم ان یشبه الذاکرین
 اللہ کثیراً بالکافرین وقال تعالیٰ اَفَجَعَلَ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْجُرْمِیْنَ مَا لَکُمْ
 کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ رَقَالَ تَعَالٰی اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ اٰجَرَوْا النَّبِیَّاتِ اَنْ یَّحْکُمَ
 کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءٌ مَّحِیَّاهُمْ وَمَا فَعَلَهُمْ سَاءَ مَا تَحْکُمُوْنَ
 اگرچہ بعض تعبیضات میں طریقہ صوفیہ پر اعتراضات تحریر ہیں لیکن

وہ اعتراضات اونسکے دو وجہ سے خالی نہیں۔ اول یہ کہ مراد اونسکی وہ کذاب
اہل تصوف ہونگے جو برخلاف احکام شرع عمل پیرا ہیں جنکا ذکر اوپر ہوا۔
دوسرا یہ کہ شاید اونسکے مصنفوں نے فقط جہاں کے اقوال و افعال پر نظر
کر کے صوفیہ صدق و صفاء و ہر وہاں طریقہ بد کو بھی بد گمانی سے اونسکے مطابق
تعمیر کیا ہو اور علی الاطلاق بدوں مستحکم کرنے کے سببوں پر زبانیں
درانگی ہو

بدگوشی پر جہنمی درخروش است | اولی و اندرین معنی کے غیر درست

لہذا ہم کو نہ چاہئے کہ اونسکے بدگمانی کی نتیجہ کر کے خود بھی گرفتار معصیت
ہوں۔ اور مانند اونسکے اوس زمرہ حقہ کو ناحق و ناروا قہم کریں کس لئے کہ
سوء ظن کرنا مسلمانوں پر حرام قطعی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ خلیفہ جلد ثانی صفحہ ۲۶۱
مطبوعہ مصر میں اس امر کا نہایت خلاصہ تحریر ہے مگر چونکہ عبارت اس بحث
کی طول ہے۔ لہذا مصنف نے جو حاصل اسکا بیان کیا ہے وہ تحریر کیا جاتا ہے
وہو ہذا والحاصل ان اصحاب هذا النقول من الفقهاء اذا اساءوا
ظنونهم في طائفة من الصوفية فحملوا الوهم في ذكر الله تعالى على
الله واللعب وطعنوا في شانهم مما يعلمه الله تعالى لا يلزم من ائخذ
ان نبتعهم في سوء الظن في اهل الذکر في جميع الزمان ونوک هذه
المعصية كما ارتكبوها۔ ونعتقد انها طاعة وقد قال تعالى يا ايها الذين
امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن الآية فان سوء الظن بالمسلم حرام قطعی
والتاویل واجب في افعاله واقواله كما قاله العلماء والسمع عند طائفة
الصوفية غير السماع عند الفقهاء من الاحكام الشرعية فان طائفة قلوبهم
فارغة من سوء الظن في احد من البرية انتهى ۱۲۔ خداوند عالم جمیع اہل اسلام
کو توفیق خیر رفیق عنایت فرماوے۔ اور پیروی رسول مقبول کی نصیب
کرے آمین ثم آمین۔

نظم

ورد لہ از عشق سودائی بدہ
شعلہ خیز و از تجلیہای نور

یا الہی چشم بینائی بدہ
آتش افکن ورد لہ مانند طور

فایده

چونکہ یہ رسالہ متعلق بسلسلہ عالیہ رفاعیہ ہے۔ لہذا بنظر استفادہ
ناظرین حقیقت میں تبرکاً مجمل تذکرہ متبرکہ حضرت سلطان العارفین برہان
افواصلین الغوث المعظم والقطب المکرم شیخنا و مولانا الہیاد احمد الکبیر احسنی
الموسوی الرفاعی قدس اللہ سرہ و اعاد اللہ علینا من برکاتہ کالکمال جاتاہی۔
فضیلت و کمرست آپکی شانچین وہ و اولیاء عصر پر درجہ ثبوت و تحقیق
کو پہنچی ہے۔ چنانچہ مصنف تریاق المجہین تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ محمد خطیب الحدادی
کے روبرو جبکہ حضرت رفاعیؒ اور دوسری اولیاء اللہ کا ذکر آتا تب آپ حضرت
رفاعیؒ کے فضائل و مراتب میں بہہ اشعار پڑھتے۔

بینہما والنجوم فرق عظیم
والامکابر اولئیم

لا تقس بأمرق النجوم شمس
واسمہرن ان یقال عیند عیا

اور مصنف موصوف لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبد القادر الجیلانی
قدس سرہ کی مجلس میں حضرت رفاعیؒ سے کافر کیا تب آپ نے فرمایا کہ
السید احمد الرفاعی حجة اللہ علی اولیائہ الیوم وصاحب هذه المأذنة
اور یہ شعر فی البدیہ زبان مبارک سے حضرت رفاعیؒ کی شانیں ارشاد فرمایا۔

شعر

ارائتہ قلت هذا اخر الناس

هذا الذي سبق القوم الاولي واذا

اور مصنف مذکور نے بحوالہ شفاء الاسقام لکھا ہے کہ بعض عارفین روایت
جمال نبوی صلعم سے مشرف ہوئے تب آنحضرت صلعم سیدنا احمد الابرار رفاعیؒ کی

علی البانی زبیری سے اونکو ملی العجمی سے اونکو ابو بکر شبلی سے اونکو سید الطائفہ شیخ ابی القاسم جنید بند اوی سے اونکو سہری السقطی سے اونکو معروف الکرنجی سے اونکو داؤد الظاہی سے اونکو حبیب عجمی سے اونکو ابی سعید من بصری سے اونکو مولانا وقدوتنا امام المشرق والمغرب سیدنا الامام علی بن ابرہا البکر کرم اللہ وجہہ سے۔ اور آپکو سلطان المرسلین حبیب رب العالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ ظاہری و باطنی حاصل ہوا۔

تحفۃ الاولیاء و شفاء الاسقام و برآین و تریاق المجہین اور عجائب واسطہ وغیرہم میں تحریر ہے کہ آپ جب مکہ معظمہ سے تشریف لاکے بمقام ام عبیدہ (جو کہ قریب بصرہ کے ہے) سکونت اختیار کی اور زہد و ریاضت اپنی جو کہ بدرجہ اتم تھی مشہور دیار و اصصار ہوئی۔ یہ خبر ہدایت اثر سنکے اکثر مشائخ کرام و علمای عظام نے اس نعمت عظمیٰ کو غنیمت جانکر مجلس بیت بیعت کر کے آپ سے فائدہ ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ لکھتے ہیں کہ تعدا خلفاء و منسلکین سلسلہ رفاعیہ آپ کے حین حیات میں قریب ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچی تھی اوغین سے اکثر مشاہیر کے نام نامی و اسمای گرامی کتب مذکورہ بالا میں مرقوم ہیں۔ مذہب آپ کا شافعی اور فقیہ کامل تھے۔ تصنیفات و تالیفات آپ کے بہت ہیں مثلاً معانی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و تفسیر سورۃ القدر۔ علم تفسیر میں معتبہ کتاب ہے۔ و الروایۃ۔ حدیث میں۔ اور طریق الی اللہ۔ و حالۃ اہل الحقیقۃ مع اللہ۔ اور ہجۃ۔ یہ تین کتابیں علم تصوف میں نہایت عمدہ ہیں۔ اور شرح التبیۃ فقہ شافعی۔ اور حکم۔ اور احزاب۔ و برہان المؤید۔ اس طرح چھ کتابوں پر مشتمل کتابیں آپ کی تصنیفات و تالیفات سے ہیں۔

طریقہ عالیہ رفاعیہ آپ ہی سے جاری ہے۔ آپنے مریدین و متعلقین کے لئے ذکر و کار کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے۔ (جو کہ راتب رفاعیہ کہتے ہیں) اصل صورت

اوسکی اسطرح ہی جیسا کہ امام المورعین قطب الدین الشیخ عبد اللہ المظفری اپنی کتاب
 انوار احمدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا قطب الاقطاب الغوث سلطان الداعیین
 السید الاحمد الکبیر الرفاعی الحبینی قدس سرہ و روحہ ایک روز آپ اپنے اصحاب
 و مریدین کو محبت و معرفت الہی کی ہدایت و ارشاد فرما رہے تھے۔ اور بعض خلفاء
 کو امر کرتے تھے کہ ہر شب جمعہ و شب دو شنبہ کو بعد نماز عشا کے آدھی رات تک
 مشغول رہے ذکر جہر و نفی و اثبات جلی و خفی میں اور متوجہ رہے قلب حضور پر کیا
 جانب اور جب تک کہ اوس حلقہ ذکر میں ہی تو مستغرق رہے و فکر الہی میں سہل و
 تواجد کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ اگر تو چاہے تو ہر شب کو تنہا پڑھا کر تاکہ باطن تیرا
 منور ہووے۔ اور سورج موصوف نے لکھا ہے کہ نیز اوس حلقہ مذکور میں دف
 کے ہمراہ قصاید و اشعار پڑھنے ہیں لیکن ذکر کا آواز دف کے آواز سے بلند رہنا ہی
 اور استماع ذکر کے باعث حالت شوق و تواجد میں آلات الہی (مثلاً گڑ شمشیر
 و سنج وغیرہ) سے خود کے بدن پر ضرب کرتے ہیں جو بعینیت ایزدی اور اپنی برکت
 و فیض کے سبب کچھ مضرت نہیں ہوتی۔ شیر و گرگ و سانپ بھوکہ کھانا اور لڑک
 میں داخل ہونا اور پانی پر چلنا آپ کے توالعین میں جاری ہے۔ کہ کافی انوار احمدی للطبری ۱۳
 یہہ عجائب راتب مخصوص ہی خاندان رفاعیہ کی۔ جس طرح سماع محمد وہی
 طریقہ حشمتیہ پر اسی طرح ہر ایک سلسلہ کے پیشوا کی طریق نے اپنے توالعین کے واسطے
 ایک طریقہ ذکر کا مقرر کیا ہے جسکی تعمیل بدون اجازت صاحب طریق کے نازیبا و لاپرواہ
 ہی۔ اگر بدون اجازت صاحب طریق کے بہت دھرمی سے وہ طریق چلاوین تو وہ
 فیض کہاں سے حاصل ہوگا جو کہ صاحب اجازت و نعمت کو ہے۔ چنانچہ کسی بزرگ
 نے کیا خوب فرمایا ہے۔

رمانی

پیکس از خود بخود چیزی نشد

مولوی از خود نشد مولای روم

علم باطن بچو زبد و علم ظاہر بچو شیر

سچ این ہم بخود تیزی نشد

تا غلام شمس تیزی نشد

کی شود بی شیر زبد و کی شود بی پیر پیر

ایضا

مَن خَدِ مَر خَدِ مَر - کیفیت بیعت و اجازت کی کتب مشایخین مثلاً قول
 الجلیل وغیرہ میں خلاصہ وار تحریر ہے اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں -
 کتب تواریخ و انساب سے منکشف ہے کہ آپ کثیر التزوج و الاولاد
 تھے۔ آپ کے بارہ فرزند و دو صاحبزادیان تھیں جنہیں چار فرزند و ن کے نسب
 آپکا جاری اور اقبالیم مختلفہ میں منتشر ہے اور آٹھ فرزند لاولد رہے چنانچہ فرزند
 اکبر سید صالحہ رفاعی اپنے والد بزرگ کے حین حیات میں راہی ملک بقاء
 ہوئے۔ اور سیدی بھی البخاری کے قبہ میں مدفون ہیں اور انکے ایک فرزند المسمی
 سید محمد شمس الدین خلف ہوئے جنکی نسل واسطہ و بصرہ و سیلیات وغیرہ
 میں منتشر ہے۔ دوسرے سید محمد سعد بن اسرار اللہ رفاعی بعد وفات والد
 ماجد سجادہ مشیخت و تولیت پر متمکن ہوئے۔ قبر شریف آپکی سید مہرین
 زیارت گاہ عالم ہے۔ اولاد آپ کی مصر و شام و سیلیات و مدینہ منورہ و عجم
 استبول۔ و ہند کے شہر بمبئی و سورت وغیرہ میں موجود ہیں۔ تیسرے
 سید ابراہیم النقیب جنکے فرزند سید احمد صیاد سے نسب آپکا حوزہ پوشہ
 بندر بیک وغیرہ میں معروف و مشہور ہے۔ چوتھے۔ سید علی سکران
 تھے جنکے فرزند سید شمس ان رفاعی سے نسب آپکا عراق و ماوراء النہر و
 ہند قندہار وغیرہ میں منتشر ہے مابقی آٹھ فرزند یعنی سید اسماعیل المجذوب
 سید یوسف سید عبد الفتاح سید ابوالمحاسن سید حسین سید
 موسیٰ سید محمود و سید عبد المحسن فقہنا اللہ بار و اہم لاولد رہے۔
 اور دو صاحبزادیان۔ اول خدیجہ جنگوزینہ بھی کہتے ہیں۔ دوم فاطمہ رضی اللہ
 عنہا تھیں۔ کذا فی التریاق ۱۲۔ و سفینۃ الاحمدی۔ و انساب طالیبہ۔ و ذرۃ
 المغنیہ۔ و روضۃ الانساب۔ و خلاصۃ الانساب۔ و بحر الانساب وغیرہم۔
 کرامات و خوارق عادات انجناب قدس سرہ مشہور و معروف
 اور بلا تعداد ہیں جو کتب سیر و تواریخ وغیرہ مثلاً تاریخ امام باغی و تواریخ تریاق

سواد العینین للامام رافعی۔ واستقلح فی ذکر الصلاح۔ وترایق الحبیبین۔
 وزریت المجالس وغیرہم کتابوں میں مفصل طور مذکور ہیں۔ یہاں بنظر اقصا
 فقط ایک دو آراء خیر آیات تحریر کئے جاتے ہیں چنانچہ عطر فی الفرج القارونی
 سے منقول ہے کہ ایک روز لب دریای واسطہ ہم اکثر اشخاص حضرت غوث المکرم قطب
 المظہم سیدنا احمد الکبیر الرفاعی قدس سرہ کے ہمراہ تھے کہ یکایک آپ نے نعرہ کیا اور
 فرمایا کہ مجھے یوں الہام ہوتا ہے کہ اسی احمد تیرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی
 زیارت کو جاؤ وہاں تیرے لئے ایک نعمت پر سعادت امانت ہے جو آنحضرت
 صلعم سے چھکے عطا ہوگی۔ لہذا میں زیارت رسول اکرم صلعم کا عازم ہوں
 تم سبھوں کا کیا قصد ہے تب سید عبد الرزاق المحمینی کھڑے ہو کر فی البدیہ
 یہ شعر سوزوں کر کے عرض کئے۔ — مگر کل امر فاننا لا نختلفہ۔ — وحسب
 حذا فاننا عندہ نقف۔ یعنی جو کچھ کہہ کر شاہ عالمی ہو بسو و چشم ہم حاضر ہیں۔
 غرضکہ وہاں سے آپ مع جماعت ام عجلہ کو تشریف لائے اور باب سفر
 تیار کر کے عازم جہاز ہوئے۔ مصنف نے لکھا ہے کہ وہ سال ۸۵۷ھ ہجریہ تھا
 اور جبکہ آپ نے حج بیت اللہ کا قصد کیا تو ایک بنوہ کثیر عازم جہاز ہوا۔ بعد
 فارغ ہونے حج بیت اللہ سے زیارت نبی صلعم کو روانہ ہوئے اور آپ پیادہ و پا
 برہنہ چلتے ہوئے روضہ اقدس تک پہنچے۔ اور وقت اوپر آئے زیادہ آدمی
 موجود تھے۔ حضرت رفاعی بعد نماز عصر کے حرم شریف نبوی صلعم میں داخل ہوئے
 اور تمام زوار حرم مبارک میں اور اطراف و جوانب جمع تھے حضرت رفاعی قدس
 سرہ نے قبر سنور کے قریب ہو کر نہایت ادب و انکساری سے تحفہ سلام پیش کیا
 السلام علیک یا جدی وہیں از روی انعام و مرحمت و علیک السلام یا ولدی ایشاد
 ہوا۔ جو حاضرین نے سنا آنسہ و رصلی اللہ علیہ وسلم کے جانب سے اس درجہ
 انعام و اکرام ہونے کے باعث غایۃ ذوق و شوق سیدنا احمد الکبیر الرفاعی پر
 حالت وجد و عذ غالب ہوئی۔ حتیٰ کہ تاب کھڑے رہنے کی نہ رہی۔ بعد ایک لمحہ کے

قبر شریف کے قریب ہو کر نہایت عجز و فروتنی سے یہہ رباعی عرض کی۔ فی حالت البعد
روحی کنت ارسلہا۔ تقبل الارض عنی وہی نایتی۔ وھذہ دولۃ الامت
قد حضرت۔ فامد یمینک حتی تحضی بھاشفی۔ سبحان اللہ کیا نواز فرم اگر ام
رسول خیر الامام حضرت رفاہی کے حال پر میں جو بوند بہ اشعار تمام نہوئے تھے کہ قبر مبارک شفی
ہوئی اور دست معجز نما مثل جہر برضیا جلوہ آرای انجن عالم ہوا فوراً حضرت رفاہی
قدس سرہ نے اوس دست مطہر نبوتی پر بوسہ دیکے فائدہ ظاہری و باطنی حاصل
کئے اوسوقت پر کہ یہ کہہ رہے تھے بہت اصحاب خیر موجود تھے لیکن جب بحر مصنف تریاق
المحبین مشایخین کہ ام و اولیاء عظام کے نام نامی واسامی گرامی بہین شیخ عقیل المنجی
شیخ حیوۃ ابن قیس الرافعی۔ اور شیخ عدی بن سافر۔ اور سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی۔ اور
شیخ احمد زعفرانی۔ اور شیخ سید عبدالرزاق الحسینی۔ اور سوانک بہت سے اولیاء کاملین
ومشایخین صالحین وغیرہم موجود تھے۔ کدافی تریاق المحبین و شرف الحتم۔ التوہید۔ و
ترتیبہ المجالس وغیرہم ۱۲

۔ دیکر اصحاب کرامت آب و ارباب ولایت اقتاب سے مروی ہے کہ ایک
روز حضرت سیدنا مولانا میران محی الدین شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے
خادم ہمد کو بھیجتے سلطان الاولیاء برہان الاتقیاء الغوث سیدنا احمد الکبیر الرفاہی رحمۃ
اللہ علیہ روانہ کیا اور زبان او سے یہ کہلایا کہ ما العشق۔ یعنی عشق کیا ہے پھر جبکہ
خادم مذکور نے حضرت سیدنا احمد الکبیر الرفاہی کے حضور اقدس میں اذکار العشق کو بیان کیا
آپ نے یہ لفظ سن کر ایک ہجڑہ و زینہ پر سوز سے نکالی اور فرمایا کہ العشق فاعرف حرق
ما سوی اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ اوس آہ جانکاہ کی تاثیر سے اول نوایک درخت جسکے سایہ
میں آپ تشریف رکھتے تھے آگ لگ گئی اور من بعد خود سیدنا احمد الکبیر الرفاہی بھی جلنے لگے
یہاں تک کہ تمام بدن آگیا جگر خاک ہو گیا اور بعد وہ خاکستریانی ہو کر بمقام نشست برف
مانہ جم گیا۔ اوس خادم نے بہ حال پر ملال دیکر لرزان و ترسان بخدومت حضرت سیدنا
عبدالقادر الجیلانی حاضر ہو کر تمام کیفیت بادید و استکبار عرض کی حضرت موصوف نے فرمایا

کہ تم اوسی مقام پر رہا کرو اور جبکہ ہم پر کہ جسم مبارک حضرت سید احمد الکبیر رفاعی کا گرمی محبت الہی
 سے جملہ اول خاکستر اور پھر فیوض ربانی سے پانی ہو گیا ہی اوس مقام کو عطر و گلاب وغیرہ
 عطریات سے معطر کرو اور اوس پانی کے گرد اگر درختوں پر جلاؤ کہ جسم مبارک کا پھر بعالم عصری رجوع
 کر لیا چنانچہ اس خادم نے حسب ارشاد تعین کیا ایک ساعت نہ گزری تھی کہ حضرت سید احمد الکبیر
 الرفاعی نے مقام فنا فی الفنا و موقوف قبل ان تمونوا سے پھر رجوع کیا۔ اور وہ پانی قدرت
 الہی سے صورت جسم نکلیا۔ اور سید احمد الکبیر الرفاعی قدس سرہ کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے
 مشعر قادر قدرت تو داری ہرچہ خواہی آن کنی۔ مژدہ راجاتی بخشش زندہ راجیان
 کنی۔ جبکہ ہم خبر فرحت اثر حضرت سیدنا عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو فرمایا کہ
 اولیاء اس مقام فنا در فہامین پہنچ جاتا ہی تو پھر رجوع کرنا اور کمال عالم عصری میں ممکن نہیں
 ہو کر اولیاء کے کوئی شخص اس طرح پھر بعالم عصری رجوع نہیں کیا۔ ایک بہرہ سید احمد الکبیر الرفاعی۔ اور دوسرے
 ایک لکھنویام سلفین اوپر بھی یہی حالت وقوع میں آئی تھی مشعر شہ سوارانی کہ دیند صریح یافتہ دریائی
 سفارش کن۔ پہلے گشت غرق بحر حسن دوست پڑی خبر از بحر دار ندنی کنارہ کدانی گلدستہ کرامات وغیرہ
 سلواوات با سعادت آپکی بروز پنجشنبہ یکم رجب المرجب ۱۲۸۵ ہجریہ میں واقع
 ہوئی۔ عمر شریف آپکی چھپستھ برس کی تھی۔ وفات بروز پنجشنبہ وقت عصر بقول
 الشریں بامیسورین جمادی الاول ۱۲۸۵ ہجریہ بمقام ام عیدہ واقع ہوئی۔ اور قبر اطہر
 اوس مقام پر روضہ مبارک میں زیارت گاہ عالم ہی۔ رضی اللہ عنہ و نفعنا
 اللہ بہ فی الدنیا و الآخرۃ و بجمع عباد اللہ الصالحین آمین۔ و ما توفیق
 الا باللہ حبیبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر

کتابہ خادم الطلاب و المشایخ السید نور الدین سیف الدین صاحب السجاده
 السیاحام الدین الحسینی الموسوی لرفاعی عفا اللہ عنہما
 وعن سایر المسلمین
 آمین یا رب العالمین



ما ظهر في هذا الفتوى من الروايات الشرعية
والمسائل الفقهية فهو صحيح كتبه السيد علي
بن محمد بن أحمد البغدادي عن عفي عنه

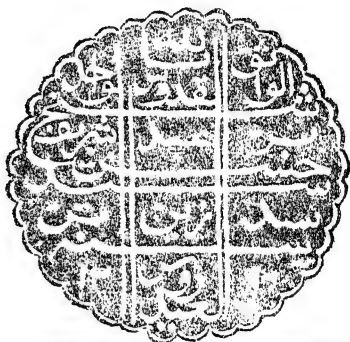
قد صرح الجواب كتبه خادم الشرع شريف
قاضي شريف عبد اللطيف لوند في قاضي شريف
معمور في مبحثي في تاليفي



وكان كاتبه خاتمه

وقد اصلى فيها الجب والاداء بالاصوب كاتبه
خادم الطلبة القاضي اسمعيل المهري عفا الله
تعالى عن والده

ما فيه اسطر في صحيح



ما حصره في هذه الرسالة فهو صحيح خادم العدا
محمد كاظم عفي عنه

ما اجاب المجيب فيوفيه
مصيب كتبه خادم
الشرع القاضي
شيخ محمد
مرحوم
عفي عنه

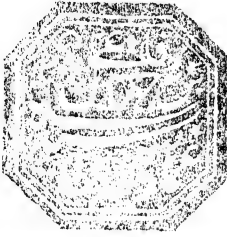


ما حصر في هذه الرسالة فهو صحيح كتبه خادم
الطلاب ضياء الله بن مولوي محمد الحسن
عفا الله عنهما وجميع المسلمين
امين ١٢

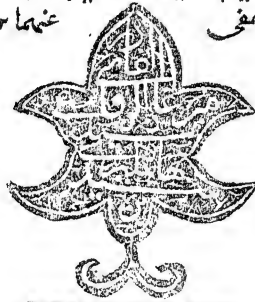


الامر كما كتب كتب العبد المسكين
السيد محمد الدين الرفاعي
عفی عنه ۱۲

الامر كما كتب كتب العبد المسكين
السيد ابو الفتح سام الدين الحسيني
الموسو الرفاعي عفی عنه ۱۲



الجواب صحيح كتب السيد محمد انكسرين سيد ميرزا شيخ صاحب القادري
عفی غنما ۱۲



حاملًا ومُصليًا ومسلًا

فی الواقع بعد قیل وقال صحیح یہ ہے کہ ضرب و خوف شرعاً مباح ہے اور اشعار و قصاید سنہ پرنسباً بھی درست ہے۔ اور وقت
و جہ صحیح کے بلا اختیار تحریر و تمایل میں بر قول معتقد کچھ کلام نہیں اور ضرب شمشیر و خنجر و غیرہا بمصلحت دینی
بلا تصنع و شہدہ بازی و عدم ضرر و افزار جائز ہے۔ اور توسع استداد و بلفظ یا یا بغیر یا بریندہیں مفسور جہوں
جائز ہے۔ اور علم و نشان زمانہ نبوی میں تھے۔ اور ہندو و غزاکے وقت بھی رہتے تھے۔ اور بعض روایات
میں آیا کہ حضرت مدینہ شریف میں مع نشان داخل ہوئے۔ لہذا ذکرہ المجیب۔ اور کلمہ طیبہ و غیرہ کا نشان
یکہ نہ بشرط حفظ حرم و درست ہے۔ اور کلمات تہجد بہت اولیٰ ذکر و نفع اسد پر کلام ہائے و مال و نفع دنیا و آخرت ہیں

حرره العبد الفقير الى مولاه عبيد الله جعل الله اخرته خيراً من اولاه

ما قاله مولانا فصحيح ومعتد كنه خادم
الشرع القاضى اسمعيل الجلمالى الشافعى
عقلاه تعالى عنه وعن جميع المؤمنين
امين عايدى العالمين ١٢



ما اجاب به الجيب فمیں نے یہ مصیبت کتبہ
 احقر عیاد اللہ العظیم محمد مجید الکریم ۳۱
 کلایوری عفا اللہ عنہ الباری ۱۲

جو کچھ محبوب نے لکھا ہے بالاربع صحیح ہے
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ مراجع النہجۃ کے جلد
اول باب دوم میں حکم سماع و دف بجا نہ و غیرہ میں اقوال ائمہ
کے بارے میں لکھا ہے اور باحث میں بہت دلائل
لائے ہیں جس کا جی چاہے دیکھ کر لے۔ اور انداز طریق
توسل و استعاضاۃ و ایضا اور ذلیا و اللہ سے جائز ہے
چنانچہ فصل الخطاب میں مشرح مرقوم ہے۔ کہتہ عبدالمذنب
الذی ہر فی کمالہ صی غریق الفیض الخیر محمد صدیق
نعمانی ص ۱۱۱ لکھتا ہے و من النہار اسے رات



خبر عجب لیبیب بلالہ اللہ عجب و دراست ہی
اور تقریب لیبیب شایب و فقر کے لئے عجب و
چست و حر و حق تعالیٰ اللہ العزیز محمد خلیل
الرحمن غافلہ عنہ و عن والدہ عن جمیع السلیفین
بالفضل و الاحسان ۱۲



تحریر عجیب بلکہ رب صانع ہی اور طریقہ رفیعہ عجیب
 ارشاد صدیق الشیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس
 اللہ سرہ العزیز طریقہ کتبہ سے ہی جب کہ ان مجموعہ
 سببی نے ناپید فقیدہ سین ارشاد فرمایا ہے ۔
 کذا ابن الرواحی کان منی ۛ لیسٹ لی
 طریقہ اشتغالی ۛ اور دفینا رفیعہ کا
 بموجب طریق اپنے کے انکا جائز ہی جب کہ حدیثہ
 الذیہ شیخ طریقہ صحیہ وغیرہ میں ہی حردہ
 المجموعہ حرسہ المدود و ۱۲

شکر

الحمد والثناء کہ علمی باتمکین وقاضیان شرع سیدین و مشایخان اہل ارشاد و ملقین نے
اس رسالہ صدقت مقالہ کو بعین محابیت ملاحظہ و ملاحظہ فرما کر دستخط و موایہر سے مرتب
و مزین فرمایا۔ علی الخصوص حضرت عموی صاحب قبلہ و کعبہ مولانا مولوی حاجی سید
عماد الدین صاحب الرفاعی اور حضرت مولانا و استاذنا مولوی حاجی عبید اللہ
صاحب مدظلہما نے نہایت تحقیقات و بظہر صحت و اصلاح ملاحظہ فرما کے نہ سے کو مثنوی
و مشکور گردانا۔

احقر مؤلف ان سب حضرات بابرکات کاتہ دل سے شکر گزار ہے۔
خداوند عالم ان صاحبان فیضان کو سلامت بکرامت رکھے اور جزائی خیر عنایت فرماوے۔

قطعات تاریخ الطبع رسالہ تحفہ رفاعیہ

ماوہامی تواریخ عطیہ زبدۃ العلماء و المشائخین عہد الفضلاء و السالکین حضرت سیّد و پناہ
نجات و نجات مولانا مولوی حاجی سید عماد الدین صاحب الحسینی الموسوی الرفاعی مدظلہ العالی

تعداد صفحہ جو مسائل	۶	۱۳	۱۳
منہا شمس الخاطر	۶	۱۳	۱۳
تحقیقات النور	۶	۱۳	۱۳
لمحال الضرور	۶	۱۳	۱۳

اَيْضًا قَطْعًا مَخْرُجًا
أَلْفَ الْوَلَدِ هَذَا وَالشَّحْمَ
رَبِّ يَجْنِي وَيَشْكُرُ سَعِيَةً
بِاسْمِهَا عَامَهَا عَمَادَةً قَالَ
أَتَرَيْبَ حَقَّةَ الرَّفَاعِيَّةِ

از طبع و قفا و ذہن نقاد و عہدہ العکازان حضرت مولانا مولوی حاجی خلیل الرحمان صاحب سلمہ المنان

کہ تفسیر فاعیہ تالیف	سید باحتم جتہ قصال	اسم سائیش دان تو نور الدین	صاحب علم و فضل و خلق کمال
بہر تارخ طبع آن شخص	فکر ناقص نمود چون خیال	انگہم ہاتھ ستودہ شیم	اور سائیم رساند این فی الحال
	سر کاذب شکستہ خان تو خلیل		
	ہو بہر موجب ہدایت ضال		
	۶	۱۳	

تقریظ فہرستہ شیریں سخن فخر مخدوران گجرات و کن سحر و شہر و جاب محمد منظور صاحب منظور

ای امارت و سیاہ و تفہیم - وای صاحب علم و حلم و فصاحت و بکمالین - عالیجاہ رفیع پایگاہ
والامناقب مولانا سید نور الدین صاحب سجادہ - اعنی مسند آرای نیاغیہ - جزاکم اللہ خیر - وحرکم
اللہ من کل خیر - حیدر احمد صاحب مدحیا - آفرین بل ہزار آفرین - کہ آپسے خصوص اس زمانہ میں کہ اکثر و کثرت
عقیدہ سے بودے ہو گئے ہیں - ایسے خواب غفلت میں سو گئے ہیں - کہ بزرگان دین - وادبیا - سالکین
بلکہ قطب الاقطاب - اور ایشیہ عالیجناب - اور اہل بیت اطہار - و اصحاب کبار - تک کی بزرگی یا
خرق عادات کا کچھ ذکر آتا ہی - تو اوسکو ایک فسانہ جانتے ہیں - کسی کی نہیں مانتے ہیں - یہہ رسالہ
ایں لکھا کہ باید و شاید - میں نے اس عجلالہ کو اول سے آخر تک دیکھا اس میں بارہ سوال مع جواب
باصواب بحوالہ مکتب فائزہ تحریر ہیں - اور اخیر میں ایک فائدہ فکریہ ہی - جس میں اختصار و خوبی کے
ساتھ سیدنا احمد الکبیر الرفاعی کے حالات و کرامات و تطہیر ہیں - یہہ رسالہ ایسے دلائل باطلہ
و براہین قاطعہ سے پُر ہے کہ مخالفوں کو چون و چرا کر نیکاجمال نہیں - کسی کو یاری قیل و قال نہیں
ہم سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہتے ہیں کہ اسکی جزای خیر بطفیل آپ کے جد امجد کے جناب باری عطا فرماؤ
ذیل میں قطعات تواریخ درج ہیں ازراہ لطف ایشیر بھی نظر ہو جاوے - زیادہ - آفتاب ہدایت و
کرامت تابان و درخشان بادرباب العباد -

مکرون کے لئے ہارونکا	قطعہ تاریخ	بھی بیشک رسالہ غازی
----------------------	------------	---------------------

کالی جنت کچھین صیفین سیرین	حبیبہ زنگی عبالہ غازی	واع دشمن بن چہ جاب سیرین	گل در بیان ولالہ غازی
کچھ بنگی نہیں بد قلی ب	تیز تر بہہ منقلاہ غازی	منکران دفاعی کٹ گئے دیکھ	جوہر خوش سقاہ غازی
بین الف تیر اورہ شمشیر	کاٹ پر ہی عبالہ غازی	کلک بجہ خباب نور الدین	حب پنچہ و نالہ غازی
بین اسیر وطن سو بہ تاریخ	کی خوشی سے حوالہ غازی	سر حاسہ کو کر قلم مستحور	سماں گئے (رسالہ غازی)

الف

اب رسالہ جو نور دین لکھا	ہو نہیں پروا نہ اور وہ شمع حال	اب کرانت کے منکر و کھاوالا	دیکھو اسکو ہو گا بد تر حال
بھی خدا کر کے رقم منظور	جنوہ تحفہ الزنعمی سال		

الف

ولا بتا وہ آرائی رفاعی	کہ سید احمدان از واصلین است	برابری کرانتش جو اجسم	دخشان و خیابان برصالحین است
در احوال جناب قطب اکرم	چو ذکر او لباء واصلین است	سر و رخسار کشت منظور	ز ہی باغ و بہار ناپید است

چکچکے گلکار و صفا رقم و نتیجہ طبع بلا شیم مستحور کیا جناب سید فقیر محمد صاحب الانعامی تخلص قس

زہے زمانہ زنگین زہے بہار طرب	زہے تفریح گلگشت نگاہت کشن	زہے شباب عروس گل زہے بلبلس
زہے بخت و ناز سدا با وچن	عجبت نہیں کچھ دای شام جھوٹا تیرا	یہ جہشیں بین دم ذکر ایزد و انین
دلِ خدا دلِ عالم ہی نغمہ سنجی میں	نگھار پر ہی گلِ علم حق کا وہ جو بن	روان ہی باغ شریعت میں نہر علم سلوک
علمام گو بہر صدیقی جی آبر و ہمہ تن	جو شہنشاہی تھنڈی بیاد حقیقت آئی ہی	ہو ایں معرفت حق کی چلی میں سر سس
دفع طرقت حق کی وہ آج نوبت ہی	بجای ہی گونج اوشے قلب پیر چہ کہن	زمانہ وجود میں ہی کہہ کے المدا پیر
سر و جذب حق کس پر خیال ہی و محن	پیار ہا ہی ہی شوق چرخ مینا کار	ہر ایک مرید رفاعی کو جسک ساقی فن
بہہ وہ طریقی ہی سپر شمار عالم ہی	یہ سلسلہ وہ جہسیر واپس موجودان	جناب سید احمد کبیر کے قسربان
کہ چٹا نور سے روشن ہی خطہ کو کن	عزمین ہجومِ علم میں بیان بند میں وصف	نشان اونچین کا علو دیکھ میں تباہ و کن
اثر نہ تیغ کوئے اوشک نام لیوا پر	ہر ایک ضرب میں رہتایں ہم سے این	کتا بارہ کوئی اونکے تذکرے میں تھی
کہ اوسین حال پر وہ کلا بھرچ و بسط سخن	کیا وہ کہ ہم سیر ایک لطف فرما سنے	رقم ہی حسین با بجا حال شاہ زمزم

فی تاریخ گفت اخلاص حضرت

ایضاً

هوید جلوه نور مشربیت

جناب نور دین ست جلوه کرب

جناب انور طریقت

رسانه دو کما خست ز تعذیب

عیان من حسن آناه طریقت

و حاشا من بهی کیفیت رس

جدین مام من تمام طریقت

تلمیذ سیرت بیج اسکی اخلاص

لکھا سیرت کلای طریقت

چکیده خامه ندرت شماسه محب صمیم جناب شمس عبد الکریم صاحب ترنم تخلص پیشکار انجمن احباب

حسرت من جناب نور الدین

واقف مدبر سر جان است

کود تعریف نسو نادور

سالکان اربعین دل و جان است

ای مدرس بزرای سال طبع

گفت با تقیم چراغ ایمان است

کتاب ۱۳

کتاب ۱۳

نتیجه فکر صاحب عبد الرحمن صاحب سیمین تخلص و کما شاکر و فدا

زهی کتاب رفیع جناب نور الدین

کرموشن دستار ان حال صوفیان جلیل

بیان حضرت احمد کبیر خضر طریق

رقم شد است بی اطلاع با تکمیل

جرازی خرد بدین بصاحب تالیف

کرم جمع کرد مضامین میثال و عدیل

بفضل حضرت باری چو وقت طبع ربه

نکا نوشت با شاکر کن به خیر جلیل

کتاب ۱۳

ریخته قلم جوهر رقم جناب شیخ احمد صاحب عالم تخلص احمد ملک ماسٹر میل سیرت شریف و کلمنی تلمیذ فدا

ولا نور دین سید عتیق خصال

علو ربه سیر رفای شریف

طریق اتصال و شریعت با

حقیقت شناس و بطبع لطیف

کتبی رقم کرد با طرز شرع

سبیل محقق مضامین لطیف

و میثاق احمد تبایع او

نوشتم چاقوال شرع شریف

از تلمیذ انکار متبیین جناب ماسٹر عبد الرحیم احمد صاحب تخلص امین تلمیذ فدا

جدا از جناب نور الدین

شدم تر کتاب نور نژاد

و تم تاریخ طبع گفت امین

میر تابان صاحب ارشاد

طبع از عالمی نهاد شاعر شیرین بیان جناب حسن ابن حضرت سید عبد الرحمن صاحب جنت عبد روس متوطن راجه پوری

این کتب شریف نادر خوب

کرم تحریر نور دین حضرت

نایاب و تحفه روان عیب

از دلایل پرست با صحت

فخر تاریخ چون نمود حسن

شعر دین نوشت با سبب

ساد مغفولی است تعلیم آن

بشنوای ناظرین با وقعت

	کرده صد از سزاد کوسال	بار یاجین بکبت جنت	
--	-----------------------	--------------------	--

طبعه افشور خوش سیر جابید علم صاحب القادری متوطن سیور دین جنان

شکر بعد بعون قادر خاندان است رفای مشهور اندرین است مضامین رقم شاد گشته همه اهل دین	کرد تالیف جناب ماهر صاحب علم و فضیلت موفور گزشتیر و وف و نشر علم و معاند شده اخلاص آئین	حضرت مولوی سجاد نشین چند تحفه بحسن و خوبی بهر سیر سکر آئین صواب چون بانجام رسید این نسخه	سید آل نبی نور الدین ارز و ایات واحادیث نبی هست دندان شکن این خوبه فکر کردم بی سانش انگه
	دل ند اگر دبید نیکو	پادوی ذکر رفاعیه بگو	صل

قصیده در مدح قطب الافاق و شمس العراق حضرت سیدنا محمد البکیر الرفاعی قدس سره مع تاریخ ولادت و وفات و شمار عمر آن ذات باریکات - و نیز تاریخ طبع رساله هذا از طبعه اذ سلاله خاندان مصطفوی فقاو ده و دو مان مرتضوی - حضرت مولانا سید زین العابدین صاحب

بیت: الحسینی الموسوی الرفاعی - تظلمه العالی المختلص به عابد برادر مؤلف

افرو لیا و صد نشین بر سپهر کرامت و رفعت یعنی آن فخر اقیانای زمان ذات پاک تو مثل بدر کمال اشتیاق زیارت دارند چونکه زار شدی برو غمناک دست اعجاز سرور عالم بیچس از ولی و قطب مان آتش از نام پاک سر و شود حزب شمشیر و گرز بر اندام	شاه عالی تبار و باتسکین جلوه افروز و همچو ماه سپین یعنی آن پیشوای مهند تین اولیای زمانه چون پروین هم ملک بر فلک بشر زمین با جماعت کشمیر ز تو این شده بود از قبر نور آگین بیعت ظاهری نیافت چنین شمیر گردو گردی مسکین نه مذهب دهد با حیدرین	سرور سالکان صدق و صفای کیست آن مانتای جاد و جلال سید احمد کیر بو العباس حسن حصن کرامت عالی از عرب تا عجم شدی مشهور بهر نو آنده جواب سلام بوسه بر دست جد خود دادی فیض آن بوسه دایما باقی ز بهر قاتق بهرق رشوق عام مار گرد و چور سیاهان بی حیس	ربر و رهنمائی راه یقین کیست آن آفتاب علیین بارقایی ملقب است یقین رنگه با حیا چرخ برین گرچه کردی عراق جای گزین از حبیب خدا رسول امین این مراتب رسید با تکب هست در کترین خدایین چون شکر بخورند معقین نرسانه گزین شمشیر کلین
---	--	---	--

فکر و وصفه برای شیوه والا	برتر آمد ز فکر و وهم ستین	بست سال تو تدو و جلالت	نیز تعداد سال عمر زمین
لفظ (نیشی) ولادت خود	کن ز (نیشی) شمار عمر و زمین	(نیشی) حسن و معانی آمد	نقل نمود چون نخلدین
فیض عانت بکائنات رسد	تا قیام قیام دیوم الدین	بست عابد تو رسید برگ	بهر چه دل شکسته و خیزین
ختم کن و معنی حضرت موصوف	این باشد رت رمان معتقدین	کانه دین روز باز فضل خدا	طبع شد تحفه ایضه تر سین
آنکه تا ایضا شسته یا خوبی	انبراد و عزیز نوالدین	شد از انوار تو آید گیش	پرفیاض رنگاه اُحدین
آفرین مشرب رفای را	کر و اثبات از اهل دین	بر که ویرش روی صد گوشت	مر جامه جاو صد تحسین
بهر طبعش جو فکر کردم سال	شده از دل بمن رسیدین	ایکه بر نور شد جهان عابد	گشت روشن گوهر چرخ زمین

ایضا قطعه تاریخ

شده چه مطبوع تحفه نادور	بهر غیر و کبریا یق شد	بهر تزوید قول معترضان	از شریف دلیل و افاق شد
بهر فیاض جل این نسخه	رحمت از حکیم عاقل شد	سال طبعش جو فکر کرد عابد	گفت یاقاف ظهور هادی شد

من طبعش او جناب سیادت و شرف نیا حضرت سید غلام محمد صاحب السیف و صاحب الدین صاحب الزفای

بهر چه در قلم چون گشت تحفه	تخلص رفعت		شد از انوار کمالات حسینی
شرح و بسط نور الدین نوشته	رفای مشرب از صفات نبی	بسال طبع یاقاف گشت رفت	گفت آثار سادات حسینی

(و ذکر شیخنا علم الامه امام الدین عبدالکریم الرافعی قدس سره) فی مختصره سواد العینین ما نفعه الخبر فی الشیخ الجلیل الامام العدل ابوالیونکان محمد الهاشمی البیاضی ان الشیخ الجلیل القدر ابا المظفر منصور بن المبارك الواسطی قدس سره جاء عام وفاته السید احمد الکبیر الی ام عبیدة و وقف علی قبر القطب المشرق علیه و انشد فی سلاطین من الناس

سورت ناقی لیل الانسبحان من اسوی	الی الساحة القسعاء و المنصورة الکبری
و حطت حول السیر مثقلة علی	اریکه باب درها جبهه الخضری
انخت بها و الفجر سل علی الدجا	لنصال فی الله و الفجر ما اجبری
عجبت لضوء الفجر کیف نقشت	یه مثقلات الغم من منکب الغبرا

كان حبا الصبح والشمس حوله
امام به تجلى المخطوب وينطوى
عليك بقوم القوم من الهاشم
من الزهر ميمون النقية سيد
ترى شؤس اهل الله تحت لوائه
لقد اتمهم في مسجد القرب مرشدا
تذكرنا بالمعجزات فعاله
عظيم قرين شيوخ منبرها الذي
اذ انزرت نزلت الحسين وعنوه
من القارعين الخضم والنسب ماطر
من الجعفر بين الحججة الاول
توسل به لله واخضع بجاهه
هو الغوث والغيث المريع ومنتقى
هو الحججة الكبرى على كل قائم
لأن ساء في عالمي برزء وفاته
به اتقى سدهم الزمان وارتقى
عليه سلام الله ما انقلب الدجا

حين الرافعي ابن فاطمة الزهرا
بساط ذنوب طالمنا او هن الظرا
نذل لك الدنيا وتحولك الاخرى
تلوح على ميماء غزوة البشرى
فهم جند براء وعماله بجرا
كما مرطه الانبياء ليلية الاسرى
وان احال الايمان تنفعه الذكرى
مناقبه تتلى واياته تقرا
وشاهدت عنوانا عن المرتضى جبرا
من الحافظين الجار والدار لا تدرى
ابو الهمة السواد والهمة الغبرا
الى الله في القوا وبشراك في السرا
خرانة طه اليوم والقبنة الحضرا
اجل غيره في القوم حجتة صغرا
فما ضرني نزلت عن عينه القبرا
معاريخ خير لا احيط بها خبرا
بصبح وشم الناس من ذكوه عطر

فظهر صوت من قبر السيد احمد احاط بالقبنة المباركة يقرب
انتهى ١٢ كذا في تريا والمجيب

قطعة تاريخ من جامع عبد الغني بن شيخ محمد خطيب الكاتب بذا الكتاب بصاحب

انك ساعدت من كمال بيده كتابا
بأشوت ريت ووف (مظفر الحق) بجا

فصل حق سعي مرتب ودر طبع وبندير
از روی افکار جهری تو بگو که ای غنی

